

لکھر

عہد نو کے ممتاز مشاہیر اور نمائندہ شعراء کا انتخاب

ترتیب کار

حیات و ارثی اور سعید انخر

ناشر آں انڈیا ہندی اردو سنگم لکھنؤ



وَالْمُؤْمِنُونَ إِذْ أُخْرِجُوا مِنَ الْأَرْضِ مَا مَلِكُوا وَمَا
كَانُوا يَنْهَا



حضرت سید عبد السلام
عروف میل داکار وحشت
الله علیہ کس جنگ سے
کب وارثہ کی ہے
بھروسیں کاؤپش کسی کسی جو
کہ ایک سنبھ پوش
کروتے ہیں ابھی وہت کیے
کامل ترین عالم را حاصل
ولی فقیر جو داخل
سلسلہ حضرت عبداللہ
خانہ شیبہ و حضور اللہ
علیہ سے ہیں لکھی اسلام
حضرت کرامہ مس ان کا
سردار ہے

یہ کام وارث ہاںک علام
 نوار علیم اللہ ذکرہ کے
 حکم ہو کا گیا اس کام کو
 کوئی داری نہیں جلب
 مسوب کر کیجیے توہین
 حکم مرشدہ کا اونکاب نا
 کر سے اگر کوئی بھی
 شخص یہ کہیے کہے اس
 نے اس قدر ایف بناق نو
 مل لیجیجیے تاکہ یہ
 حضور ہول بھی علام کا
 کام ٹھلاس کر دا بھی بھی
 مرشد کے حکم کی
 تعصیل کر دا بھی ناگہ
 تعریف اور رواہ والیں وصول
 گردنا

برائے میر داں سب
ڈالنڈوں پر حکم مروٹ کی
انداز لازم ہے جھوٹ
مولیے اور دلہ دل ہے بھر
بیز کرس شکریہ

مُحَمَّد سَعِيد خَطَّار

محمد توکر معاشر شیر اور ناں کا سندھ شعر کا انتخاب

ترتیب کار

حیاتِ دادی سعید ختّار

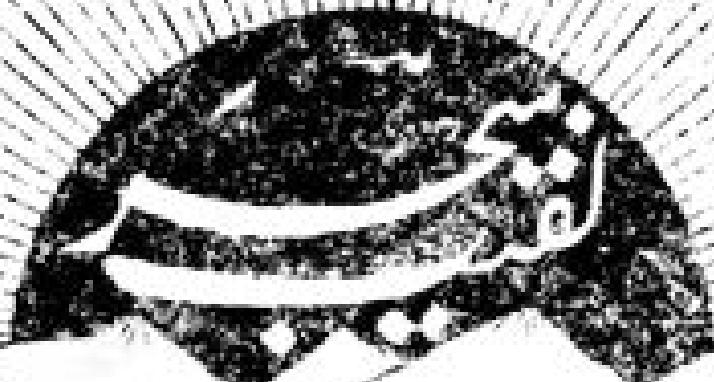
ناشر: اگ انڈماہنڈی اردوگم لفظ

خود نو کے

مشعر

متازش اہمیت

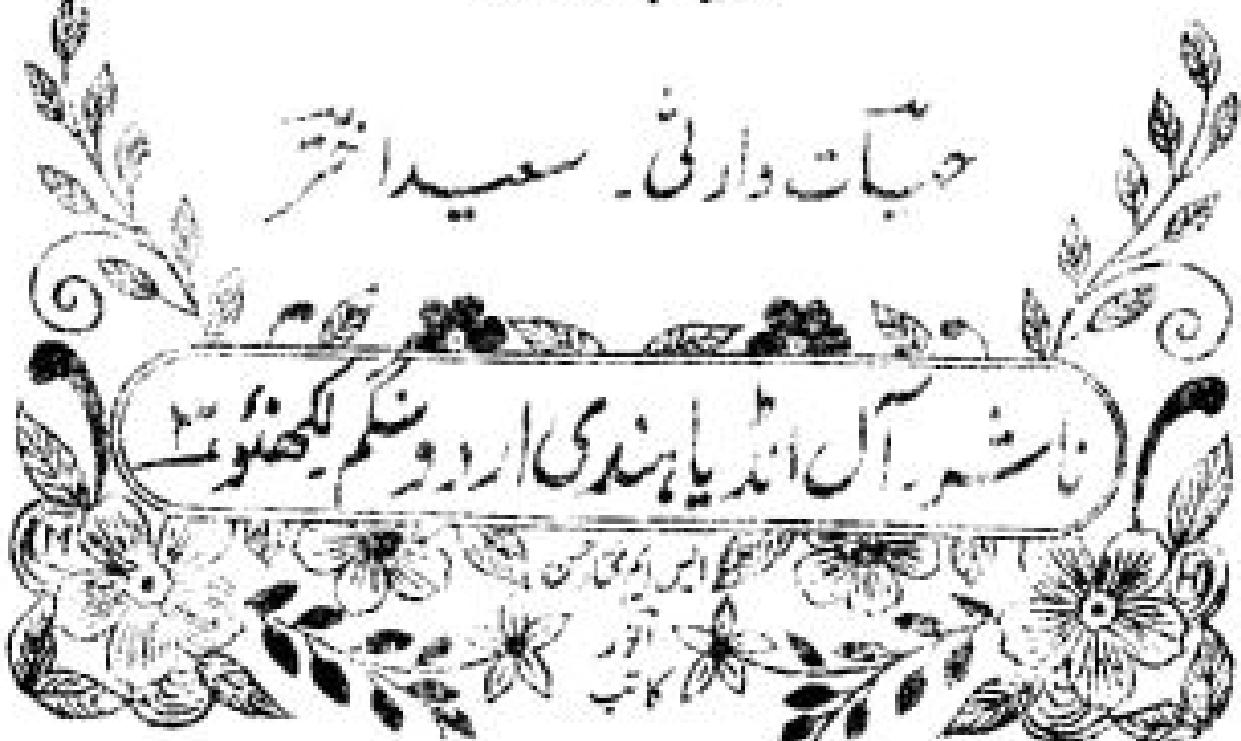
کا بنتی



متربیہ کار

حبات داری۔ سعید اتنر

ناشر۔ آل انڈیا ہندی اردو منہج لکھنؤٹ



جعہ ملٹی سپوچ بھوک ادارہ محفوظ

ڈاٹش آن آنڈیا ہندی اردو سنسکرٹ

اشائیتیاں - ایکے دھڑار صفحات ۹۶

فہمیت ایک اردو بیبے بچا سس پیٹی

پڑھو لھٹا کی پریس دکوڑیہ اسٹریٹ لکھنؤ

اردو ارٹر سنسکرٹ پڑھنے

* آن آنڈیا ہندی اردو سنسکرٹ باغ ازار، کھنڈی

* کتبہ دین دارب، کپا احاطہ - ڈاٹش

* سید افریق، کرشنا دھر جندار کپریہ مارکیٹ، نامور، ڈاٹش

* سعدی، عذر، دلیل، سارک مخزل، امر پورہ، ادھرن (مدھیہ پردیش)

* گھاؤں فریدی، راجنگ بور (ارڈیس)

* توبیر سید ارڈی ۴/۱۱ سیکٹر ۱۵ رائے کیلا

* خان نسازی، اردو نئے سعلی ۶/۴۴ سیکٹر ۱۱ رائے کیلا

ڈاٹش علیگڑھی جادر اسٹو رنام (مدھیہ پردیش)

مکالمہ

ہم نئی بے تحشی کا انتساب اسی ذات گرانا کئے نامہ کر رہے ہیں جن کی ساری زندگی ایک
ادرا درب کی خدمت میکے لئے دعمن ہے۔ جزاپی ختم ذمہ داریں اور صفر دفتر کے باہم
ہر سا جو اور اور ای تحریک میں ملکی طور پر حصہ لیتے ہیں۔

اے نظرِ مام اور بزرگی لفڑی کی محیت کا نام ہے شرمنہ بلا منجع دلتھم شرکی برش و تلہنی اے
غیر تقریباً ۲۹ سال ہے۔ اپنے سٹھان پر ۱۷۶۸ء میں اردو فوج پر پرانا بیدار نہیں رکھی تاہم اسے
فرست، خود بڑھانے لی۔ اسے کیا، نامہ، اندرِ محیت یا پرچھ جو حمد کی اور ناہب؟ ان سے
کوئی خوب، خدا غریب، ستر گردی میں ایدھن شرمنہ پر پینگاں مید رہا باز ہیں حاصل کی۔ اپنے اور پر
سینکڑے یا سید راجھانگ بڑے کمرشیل پنجھر ہیکھ دوسال تک ل نہ کلکب، راجھانگ کا بڑے پور
کے سدر رہتے۔ میونسپل لفڑی نہیں کے ملا دہ آسمان کلب، اوز دا بیا و دیا مندر کی
لائس اسٹھان پر کے سدر ہیں۔ اور صاحفہ کی ساتھوں اُنڈیا ہند کی اردو سلکم کے سر برست
اور کوئی پڑھنے موس سائی راجھانگ بور کے چھ میں بھی ہیں۔

پہنچا جندر بر سوں سے اڑیسہ میں آپ کی ذات سے ادبی تحریکوں کا بڑھانا لازم ہے
ادارہ گوان کی سرپرستی اور ادب نوازی پر فخر ہے۔

شاعری ملکی سندھی

(زائر) شجاعتی علی سندھی ملکی
(شعبہ اردو لفظی و نیورسٹی)

غزل فی اردو شاعری کا آبرن بھی نام رکھی اور اس کو رعنائی اور دلکشی خطا کر کے
محبوب و مقبول بنایا۔ اسکے اندر کوہاڑے جہاں کا درز پہاڑ اور اس کے درمیان
و خروجیں تھیں۔ اس کے اندر آئیں جیکا جی کا جاتی ہے اور جگہیں بھی۔ اس میں جمنا و نہ
و دامستان محبت بھی ہے اور قصہ نصیرت کے مسائل بھی۔ اتنے وحیت و امداد
کے پرہنسے میں افسوس چاہتے ہیں اور تغیر حیات، تھی۔ اس کی یہ فطرت ہے کہ رخا چردی
کی کھلوا بادو، ساغر کے نام سے گرسے۔ جو شرات اتنا کے مزاد، اور اس کی فخرت کے
وہ زمانہ میں بھیں تھے انہوں نے اس کی بخالخت کے شدید ڈھنادیں اٹھائے اسکر بدنام
اور بسو اگر نہ کی اتنا ہر دار و اور منتظم ہر د جہد کی۔ لیکن جتنی زیادہ بخالخت، کیسی غزل
کی قدر مقبول اور محبوب جائی گی۔

نہ پھر شرخی ہیں بارہ باکی

بگئے ہیں بھر لئے اس کی بنا کی

ٹوپیاں گی سخن آندھیوں میں بھی تجھے خزان روشن رہیں اور دیوار کے دلوں کو
گرمی اور دلکشی خطا کرنی رہی۔

سائس اور ماڈل پرستی کے اس درمیں بھی بہ شرمن بھی خرف غزل ہی کہ
راہیں ہے کہ وہ سب کے دلوں کی دھر کی جنی جوں ہے۔ اندر اس کی ترقی میں
روزہ بردرز اخفاق ہوتا ہارہا ہے۔ اس کے خیار اس کی پرتوںیت کو فاتح رکھتے اور

۵

اضافہ کرنے کی مصلح کو مشترک کر رہتے ہیں۔ نقیب سحر اسی ایک کوشش کا نتیجہ ہے جیسے ادنیٰ صدی عصرِ نوادا پھرے غزل گو ہیں اور غزل کے لیے خوار نے ہیں برادر لگھ دے ہے ہیں۔ اخیر میں خلہر حافظ کے ممتاز اور مشبوب رشتہ اسکے ساتھ ہے جو سنئے اور لمبے شہیور خوار کی غزلاں کو تھیں اس بھروسہ میں ساتھ لکھ کر ملید خارست انجام دیا گیا۔ اس سے موچھر وہ درود کی اور دو غزل کا سزا نے بخت میں درست ہوا۔ اس بھروسہ میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اندرا شاعر نے خود اپنی شخصیت اتنی کتاب کیا ہے تاہم ہر بڑے کہ اس کی نظر ہے پسندیدہ غزل آنے سے سے بہتر غزل ہوگی اس سے اس کے قلم کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ مرتبتے ترقی کے طور پر چند سلطنتی بھی ہر شاعر کے لئے لکھدے گی ہیں۔

یہ دو غزل بائیں غزل کے شیدائیوں کے لئے بہت مفہید ہیں۔ یہ تو قرآن کرنا بہ بانیوں ہے کہ نقیب سحر حقیقت میں نقیب غزل نہ ہے بلکہ اور ہر ایک کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سہ

"نقیب سحر میں نقیب غزل"

شیعیت علی مسیح ملکی

۱۳۰ مارچ ۱۹۷۴ء

(ڈاکٹر) مکہ زادہ منظور احمد
(گورنپوری نیویشن)

مکہ زادہ منظور احمد

یہ ذاتی طور پر ان لوگوں کا سہوا اور ہم خال ہوں تو دیگر انسان سخن کی
اہمیت کو کم کئے بغیر غزل کو اور دشاوی کی آبر و بستے ہیں اور اسی بات پر یعنی داعتماد
رکھتے ہیں کہ موجودہ عہد کی تیز انتشار اور ابھی ہر بھی زندگی کو پہ اپنے شی دائرہ میں
کھو دو رہ گا آئینہ دکھلائے ہے۔ وہ لوگ جو اسے محض رہنمہ دلبڑی کی تربیت کا نتیجہ دو
رکھتے ہیں اور صرف کار و بار شرق کی نظر ہوں سچ اسی کی اہمیت کے قابل ہیں انکی وضاحت
کہ افراط خود کیا جاسکتا ہے مگر ان کے تعقیدہ پر ایمان نہیں لایا جا سکت۔ عصر حاضر کی غسل
خوتوبہ دش الخاذ کے لئے ہر ٹون کا نام ہے اور نہ مردم ساز کی ود و دگران سبھے جہاں
کار بیگان مشعر بے جا نہ مجبوس کئے خوبصورت بیاس تیار کیا کرنے ہیں یہ فکر و فن
لے اس تینیں امڑانا کا نام ہے جو ہمارے دل کے ربانیوں کا ہمارے دماغ کو بھی
منا شرگزتاتے۔ اس کے پاس رہنمہ نام کے ایسے مسمی چرائی ہیں جن کی روشنی
ہنر لوکی خود و فناوری سے نکل کر سیکریں ہو جاؤں ہے اور بزم کا نتیں مل جاؤں
گئی ہے۔ باہدہ دسائیں کے پردے ہم شاہدہ حق کی گفتگو کرنا اور تقدیم کی اصطلاح
میں دار درست کا تذکرہ چھڑنا ہر دو میں اپنے شوار کا ٹارہ امتیاز رہا ہے۔ اور آن بھی
جب سائس اور نکنا لوگی کی روز افراد فتوحات کے باعث ہماری زندگی کی
قدیمیں بر لمحہ بد نئی جا رہی ہیں۔ اپنا شاعر راست انداز بیان سے پر ہیز کر کے آپ بھی

اس حسین انداز میں جگ بنتی بناتا ہے کہ الفاظ کے زیر دبم میں قادری کو اپنے دل کی
دھڑکنیں منانی دیتے لگتی ہیں اور اچھا شرایک خصوصی دوڑ کی تخلیق ہوتی یہ باوجود
ہر دوڑ کی ناشدی کرنے لگتا ہے۔ زیر نظر اتنی اب تک تین صاحب شرار کی خوبیوں اپنے کے
سلسلے پیش کی جا رہی ہیں ان میں کچھ تو ایسے ہیں جنہوں نے بچے اکٹا بات کی بدلت
تاریخ ادب میں اپنا ایک منفرد مقام پیدا کر لیا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ
ان ہر ہمار شرار کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے جن کا حال ان کے شاندار مستقبل کی
غمازی کرتا ہے۔ جناب فراق کو رکھ دیوں ایں علی سردار جعفری، آمند نواسن ٹانشور جادوی
اور ڈاکٹر اختر اور نیوی وغیرہ نے اردو ادب کے رنگ ڈالنے کے جو اضافے کئے ہیں
اتا پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ان کی غرب میں ماہنی گی خاصی روزایات کی حسان
ہونے کے ساتھ ساتھ عالیٰ ترقیات کو بھی پڑا کر جائیں اور خوش امن مستقبل
کا طرف اٹا گئی کرتی ہیں ان حضرات کے علاوہ جس دیروڑ شرار کو اسی اتنی بڑی
شامل کیا گیا ہے ان میں بشریت ایسے ہیں جن کی شہرت کو مشاعر دل کی شرکت یعنی پر لگائے
اڑیں۔ اور خواص ان کے نام سے ایکجی طرح واقع ہیں: ساقر لکھنؤی، نسیم ناروی
حیات ناروی، دفنا ناروی پوری، سرائج لکھنؤی، سنا نی القادری، سعید اختر ان لوگوں
میں سے ہیں جو خوب سے نوب تر کی تلاش میں ترقی کی راہوں پر گامزن ہیں۔ اور
انہی کے ادبی سفر کا انتظام فن اور ذکر کی کسی حسین اور سہرمنزل پر ہی گامس کا
اندازہ آج بھی خاطر خواہ کریا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اپنی خوبیوں میں گیرئے دوست
کے ساتھ ساتھ زلف اُتھی کے پیچ دخم کو سنبھالی بھی کو شرش کی ہے۔ انہوں نے روایت
کا اخراج بھی کیا ہے اور عبد حافظ کے تھاموں کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے۔ انہوں نے
خودت سے بھی گفتگو کی ہے اور اپنے افکار بلند سے ستاروں پر کندیں بھی ڈالی ہیں۔

ان جسے کچھ بمال دوست کے وقایت اور تردد نہ روان کے شارٹ بھی ہیں۔ متو ان کی
آخری و آخرین تدوین کے ان سخت نہ رپنڈوں پر کچھ نہیں ہے جو حسن دعوت کی ہوا اُنکی سے
پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی غزلوں جس فن کے روایتی اور معتبر نام کیوں کے باوجود
ایک دلایہ کی مشکل اور شاہراہی ہیں اپنی طرف کھینچتی ہے اور محبوشی طور پر کچھ نہیں ہے
سے آٹھ کرتے ہیں۔ روایت کے مقدس آتش خانوں کی آپخ اور عمر حاضر کی تازت
کو انہوں نے غزل کے نازک آپسیں میں اس چاہکدستی کے ساتھ اتنا رہتے کہ نفس
مودودی کے عذس سے فن کا ہدایانہ بھی گھونی ہو گیا ہے۔

ان شاعرات کا ذکر کر کے جن کا کلام اس تھناب میں شامل ہوئی مخفی عجیبت
کامنگب بھی ہوتا چاہتا۔ اور دشاعری کے ابتدائی دورستے لے کر آج تک مختلف
تھنوات نے ہمارے شعری ادب کو اپنے دشکات قلم تے اتمال کیا ہے۔ شعروں کے
منقبل میں ان کی تقدار کم نہیں رہی ہے مگر اتنی وضوح رہی ہے کہ مختلف تذکرہ
لے بوسنے اپنی جو لائیں قلم کی انجیس کے ذکر تک محدود رکھا ہے۔ اور تجوید و درستہ بہ کہ
زندگی کے دیگر شعبوں میں ڈائیکن مردوں کے ساتھ ساتھ شاذ بنازد کام کرو رہی ہیں میں
زیر نظر اس تھناب میں وہ ایک سو شرائیت کی طرح شامل ہیں۔ شاہزاد باندیاڑ دبلوں
نے گذشتہ دس برس کے اندر جس خود اعتمادی کے ساتھ مٹا عربی تیشرکت کیا ہے
اس کی مثالی خواہی شاعروں کی تاریخ میں ان کے قبل نہیں ملتی۔ وہ اس روز است
بخوبی آشنا ہیں کہ خوش بھگر کی آیز مرش کے بیڑ کوئی فن جزوہ نہیں بن سکتا اور اسی لئے
ان کا کلام ان کے دلی جذبات اور اساسات کا نہایت سادہ اور سیدھے انداز میں
ترتیان ہوتا ہے۔ وہ تھنائ اور بدایت کے نواز ماتے ہے بد نیاز ہو گرا پہنچ پر خالص
جذبات سے اپنے اشار میں تاثیر پیدا کرتی ہیں اور یہی وہ خزان ہے جہاں وہ اپنی

۹

وہ جو ہم عنتر شاعر سے الگ مففردار ممتاز ہو جاتی ہے۔
یوں تو اُن کل معاشر شاعر کے شختم انتسابات نے دن شایعہ ہو رہے ہیں
مگر وہ رطب دیا ہے تھا انکل پاک درجہ نہیں ہوتے۔ جناب حمیت خاری
اور جناب سعیدہ افتر نے اس انتساب کی تدریج و ترتیب میں جو صیار قائم رکھا ہے
اس پر اعتماد اور پکروں میں کیا جائے گا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ اس دین بہت تھے ان شاعر کو نظر انہا از کرنا اگر یہ ہے جن کے ذکر کے
بخارا دو غزل کو اُن انتساب کمکن نہیں ہو سکتے۔ مگر یہوں کے خواص دخواص سمجھی ان کے
ناموں سے درافت ہیں اس لئے ان کی اہمیت انتساب میں شامل نہ ہونے کے باوجود
پہنچ بندہ پر مسلم اور برقرار ہے۔ سعیدہ افتر اور حیات داری کا کام نامہ یہ ہے کہ ان کے
دورہ میرہ جب شعار حشرات، الارض کی طلاق بر جھو گئے ہیں ابھر نے یہ بیان لیا ہے
کہ ان میں کون سے ایسے ہیں جو اپنے جو بر ذاتی کی بناء پر زندہ اور باشدہ رہ سکتے ہیں
اور یہ عرفان نظر ہی اپنے بندہ پر ایک ایسے درافت ہے اور یہ ہے جو کم لوگوں کو میر آتی ہو
یہ ذاتی طور پر آج گھل جس ذاتی انتشار اور کرب کے درست گذرا ہوں
وہ ناقابل بیان ہے کسی غریز کی تیار داری کا مرحلہ خود ہمیں اڑ جانے کے
مرحلے سے زیادہ جان لیوا ہو چاہتے ہے۔ میڈیکل کالج لکھنؤ کے شب درودتے
یہ اکتا چکا ہوتا اگر جناب سعیدہ اختر اور حیات داری نے اس انتساب
کا سورہ مجھے اپنے نامہات قلم بند کرنے کے لئے نہ دے دیا ہوتا۔ میں ان کا
بے حد منون ہوں کہ انہوں نے اس بے رنگ درجہ ماخول میں ایک ایسا نقد دیا
اور ایسا افسوس نہ کیا جسے میں نے ہمیشہ ایک بے بہا تحفہ اور ایک خوشگوار
فریضہ سمجھا ہے۔

بگ بات تو یہ ہے کہ نقیب سحر کی یہ عنایت، یہ موجودہ احوال دنگوں پر
اس شعر کی منداق بن کر باز ل ہر لی ہے مہ
کوہ شب میں ہے نہ راحباؤں کی
پیشے چکلا دمشکلوں کی طرح (تینم نار و قی)

(ڈاکٹر) ملک زادہ منظور احمد
شبیہ ادبیات اردو فارسی: عربی
گورنگیور پر شیور سکی
گورنگیور۔

اردو شاعری میں تمام اصناف سخنِ نظم اغصان ہیں اور غزل روایت کر جس طرح روایتِ نگل جانے کے بعد حجم برقرار نہیں رہ سکتا اور اس میں حسن و تاثال کو کوئی عنصر باقی نہیں رہ سکتا بالکل اسی طرح اگر اردو شاعری سخنِ غزل کو بکال دیا جائے تو اس کا تسلیم بالکل حسن و بسال، گفتگو اسے مجبوبات، شعور و احساسات سب ختم ہو جائے گا۔

اردو غزل پر کوئی بارہ برسے دلت بھلپاٹ بُرے ہیں۔ اس پر ہر جانب سے طنز کے تیر برسائے گئے ہیں اور رسم اکرنے کی بھرپور کوششیں لی چکی ہیں۔ اس کے پرستار دیکھو رجھت پسٹر کھائیں۔ کسی ناقد نے "دھشی منف سخن" قراءہ دیا تو کسی نے اس کی تنگ دماقی کاشکوہ کیا۔ لیکن غزل کی قوتِ نظمیت و عمل پر کوئی آپنے نہیں آسکی۔ ہر درخت اور گود بیان زیادہ عرضتے تک اس پر نہیں رہ سکتیں اسی طرح غزل کی نیازیت میں اس سخنِ راہی آواز میں خود مکروہ پڑنے لگیں اور آج غزل کے بعض یہ رے نمائیں اور نگرہ چیزیں بھی رامن غزل میں بناؤ یعنی پر محروم ہیں۔

دنیا سے شرداد ب میں غزل ہی وہ واحد صفت سخن ہے جس میں غم جانان اور غم دوران کے لئے ایک ساختہ بگناٹش ہے تو سیاتہ دلکشیات کے سائل کا حل پیش کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے غزل کے دامن میں ایک جانب راستان عارض دیکھو۔

دراحتات بھر دے لہل، محبوب کی بے احتیانی اور بے وفا قیمت انداز کی دلکشی شکوہ خیغم
شو خپس اس یاس دا سید بے تو دوسری طرف اعلان عزم د عمل خزان کو بہار بنا نے کا
حوالہ، شراحت انسانیت کا معیاراً درز نہ رکی کی دوڑ میں پتھرے رہ بانے والے راں
کی بستائی بھرتے گی۔

اور وہ زبان و ادب کی طرح غزل بھی تجربات اور مشاہدات کی مختلف مشرنوں
کے لئے رکی ہے۔

بیسے جیتے، بازنیت حسن شاستگی اور دصحت پیرا بھری گئی غزل میں بھی درب اور
نکھار آئی گیا ہے۔ غزل کی آبیاری میں تیر غائب، مومن، حضرت فاطمی، امیر شزاد
جہون، امداد و داد، داشت رہبی امیر بنیال، سماں ببر آبادی، غزر لکھنؤی، سرانچ لکھنؤی اور
اٹر لکھنؤی نے اپنا خون بگرپیش کیا ہے آج غزال کو دنیا کے کسی بھی ترقی یافت ادب
کے مقابلہ میں پورے اعتماد کے ساتھ پیش کیا جا سکتا ہے۔

"نقیہ بے سحر" میں قدیم درجہ دوں ذہنوں کی بہتر سندگی موجود ہے اُپس
کے پچھے شاہیر شزاد بیس اور چند کم محدود! یہ انتکاب عمدائی گیا گیا ہے کیوں کہ جو بھی
اس قسم کا کام شردوڑ کرتا ہے وہ صرف مخصوص اور محروم دشائیں محدود شزاد کو
جس کر کے کتاب شایع کر دیتا ہے۔ اس طرزِ عمل سے نوجوان اور بالصلاحیت ابھرتے
ہوتے ذیکار دوں کی دل شکنی ہوتی ہے جس سے رفتار تحقیق پر ہر رہا اثر پڑتا ہے۔

بہت سے قابل ذکر شزاد کو ہم صرف صفات کی کمی کی بنا پر شاہی انتکاب نہ کر کے
جس کا، ہمیں افسوس ہے۔ دوسرے ایڈیشن میں یہ کمی پوری کرنے کی کوشش
نہیں جائے گی۔

اس انتکاب میں بہت سی فایاں ہوں گی آپ کی رائے اور تعاون سے ہم ابھیں

آئندہ دور کر سکیں گے۔ تفہیب سچت کا خواہ کرنے اور فائدہ ہو یا نہ ہو کن اس سے
محتجز دہ طرز شکارش اور انداز دا بستگی بھئے میں فردہ مدد طے گی۔ یہ مقصد بہت عظیم
نہ ہیں کیونکہ بھی ہیں ہے۔ ہمارا خوش ملہ بڑھانے اور آئینہ عزم میں جلا بکھٹے میں
حضرت پاب محمد یونس سلم تائب وزیر تازین گورنمنٹ آف انڈیا، سردار جیونت سنگھ
پروردہ پرانہ پرنسپل میں مارس لکھی۔ شری ایم ایم ڈالیاران گاہاں پورے ہے گھن بودیا۔
جانب محمد پاشا، شری ووہم پال گپتا را درج کیا۔ مولانا اخوار دار فی رائے نہ کہ
ایم. ای. سخا ۔ راجنارا صاحب، پی. ایس۔ سی. نمائندہ نافیں۔ مشاہد میاں
درخواہ کا ٹڑا ہاتھ ہے۔ ارادہ انکاستکر گزار ہے۔

مختصر

تازہ ترین خبریں اور حالاتے نے حصہ اتنے حکمے ہے ترہان قوم و ملک



کو سلطان العروج غیرہ سب

تفہیمات اور ارشاداتے کے لئے رابطہ قائم کریں
تھیات داری نمائندہ سنتگم دشمنہ کا باش خوار بخوبی کے

فراق گو رکھجوری

نام۔ رکھجوری سہائے تخلص فراق۔ دلن گو رکھجور۔ عمر تقریباً ۶۲ سال تعلیم امانت
سماہتہ اکاڈمی سے ایجاد ریاستہ۔ ال آباد لوڈھرستی یونیورسٹی کے پردیشہ ہے۔
اردو خزل کرنی را بھوس اور سکتوں سے آشنا کرانے والوں میں فراق کی حیثیت
محترم بیان دخڑیدہ نہیں۔ فراق کاشمار ملک کے ان شہر اور میں ہے جن پر زبان
دادب گئی نہ ہے۔



شام غم پھوس نگاہ نازگی باتیں گرد
دختروں کی بڑھتی ہٹلی ہے رازکی باتیں گرد
نگہت زدن پر مشاہ داشان مشام غم
یہ سکوہتہ نازیہ دل کی رگوں کا ٹوٹتہ
چھٹہ بہمنے تک اسی انداز کی باتیں گرد
فامشی میں پچھوٹکست سانہ کی باتیں گرد
جو عالم کی جان سبب جو ہے پیام زندگی
پچھے نفس کی تسلیں تھیں رہا بہ نور ما
اس سکوت راز اس آزاد کی باتیں گرد
عشتے بے پرداہ بھی پچھہ ناشکیبا ہو چلا
پچھوٹنا کچھ سرت پر دانہ کی باتیں گرد
خشی خشی حسن کر شمر ساز کی باتیں گرد
جس کی فرقت نے پٹ دی عشت کی کایا فراق
آج اس عیسیٰ نفس دعا ز کی باتیں گرد

بلا لکھنؤی

نام۔ پندرہت آئندہ نوائیں تھیں تا۔ پیدائش ۲۰ اگتوبر ۱۹۰۷ء کھنڈ علیہ اکامات
اور قانون کی دُڑی۔ ابتو اے شاخی ملکہ تھیقات جوئے شری کچھ ذرے۔
پکھتاوے اور سیر کی حدیث شریزیں "اله آبادی کورٹ کے نجع رہتے، آج کل
ببر پار لمینٹ ہیں۔



خیال جام رہا عادت شراب کے ساتھ
میں بارہش ہوں مگر تکن انقاپ کے ساتھ
زبان ملتہ تے مرٹ جانے لزب ہیں
مزاج زاسا ٹاؤں اگر شراب کے ساتھ
دہ دیکھے لزگے ہیں مجھے چراں کے نظر
نیاب لٹھے رہتے مگر جماب کے ساتھ
نقیا فریب خدو خالی حسن باقی ہے
جو پیزہ سہر شکن بخی گئی نیاب کے ساتھ
دل غروبست ان کا سور دل کی لذت یوجو
کل رہتے ہیں جو فریادِ مسجاب کے ساتھ

نم حیات شریک نم محبت ہے
مدادیے ہیں کچھ آنسو مری شراب کیسا تھ

ڈاکٹر اختر اور نسوانی

نام۔ یہ آخر، تخلص آخر دلن اور دین۔ فعل مولیٰ عز و تقدیر پاپا سس سال۔ تعلیم ایم۔ اے۔ ذی نٹ اختر اور نسوانی مخفف۔ مخفف رائے اور نگار خانہ افغان لذیں کردا۔ اس قبیلہ اور نیویورکی دینی شبہ اور در نام سمجھی کے صدر ہیں۔



بر انبیہ مرتد محبت کا خواصیں
مرد ایمان میت کا مرسلہ ساقی
نکر انکار میر جنگ میتواند اور بہتر نہیں
کوئی نہ باندرا نہ مردی کا مرتبہ ساقی
بلکہ شان در سید دکھنے اس جائیں
فرم اور بہت تیامت کا فاصلہ ساقی
زندگی حیات کا سب کچھ فنا کے سیغام
بیوی انبیہ مرزا لیک مشغیر ساقی
و دشمن تفتیجی بے شکستہ پیغمبر ہیں
کبھی نہیں مرے اور مار کا تافلہ ساقی
اماں میت دو رسمیتیں محریت سوزن کا آبلہ ساقی
حیات کیا سبھی محبت ہے کیوں جمال سبھی کیا
نہ ملن ہوا کبھی اختیار کا صاحبہ ساقی

سردار جعفری

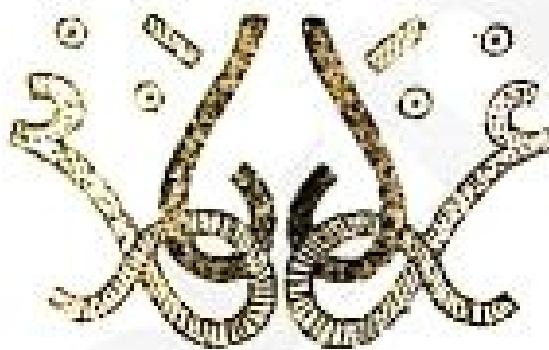
نام۔ ٹی سردار جعفری تخلص سردار پیدائش ۱۹۱۳ء تکھنے تعلیم لی۔ اے۔ کسی کتابوں کے
مصنف ہیں۔ اور دوست اعرکی حیثیت سے کئی بار بیرون ملک کا سفر کر چکے ہیں۔ شغل سیاست
ادب اور فلم ہے۔ صدر جمہور یہ ہند نے "پدم شری" کے خطاب سے نوازا ہے۔
آنکل سمجھی یہ سبقت ہے۔

سُلَيْمَان

دہ بہاریں دہ ہر اُس جوز میں زین چک دیں
یہ نیاز مانے اے دل جود قارکھو چکا ہے
اے اپنی سر بلندی اے اپنا بالچن دیں
نہ ہیں زند بھلے بخچے جو ہیں ساقی بھنے بھکے
بڑی درجہ جلکی ہے کہ ہیں نوح خواں ستارے
لب پرستہ پر ہو ہے لمب ن خم پر تیسم
یہ حیاتِ تن برہنہ اے کیا پیر ہن دیں
یہ کریں کہ روحِ نو کو کوئی اگ نیپلدن دیں
نئی روز جسمِ خستہ کو عطا نہ ہو سکے تو
نئی ابر و دل کو بھلی نئی انکھڑاں کو صہبا
یہ زمین مری زمین ہو یہ فلک مرا فلک ہے
انہیں صید کر جکی ہیں مرے نکر کی کندیں
اسی بزم میں ملیں گے ابھی شعر رکے ساغر
چلو بزم جعفری میں ہمیں جام فکر و فن دیں

ساعِرِ نیما می

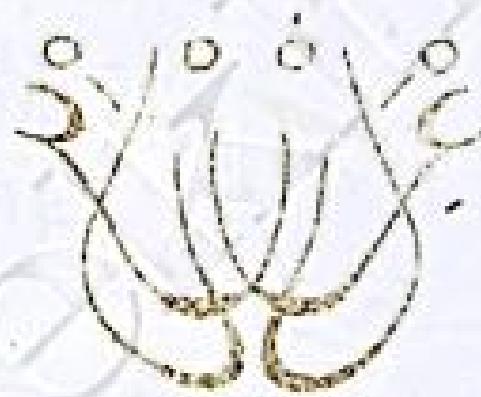
نام۔ محمد یار خاں۔ تخلص نام سید اش سید ناصر میر بخود تسلیم اور دنیا رسی۔ انگریزی
نام حضرت سیدابد اکبر آبادی۔ آج کل آن اندیار پریور دہلی سے روانہ ہے۔



ستارے پاہ رفتے ہیں لذتِ حیانہ جو کہ زیادتی ہے۔ تربے آرے بی صرفی روکنے کے علاوہ زیادتی ہے
ہر کوئی زندگی تسدیق تجویز کرے تو کوئی سکراۓ ہیں۔ لذتارہ شتن بہترے نظر پر درانہ ہوتی ہے
از الہت گئی اور راقی گلی بار خزان آکر حقیقت دیکھتے ہیں۔ پہنچنے انسانہ ہوتی ہے
نوجوانے ہمسفر ہیں اور نہ کائیں را دیکے ساختی جنور کی یہ بیانات کو فرمائیں دلپڑیں نہ ہوتی ہے
بھی اس نہ پڑائیں بھی میسم کل مسکایتا ہے۔ کوئی ہر زمانہ کی اک سیزہ بے کافی ہوتی ہے
فقط افلام اسی میں ادھی جانا چاہیا ہے۔ جاتا۔ بھی اس سو رکی بھی فرن پر چیا نہ ہوتی ہے
جسے سن کر انھیں آخوندیں آہی جاتا ہے
دہی اک بات ساعِرِ نیما می انسانہ ہوتی ہے

خمار ارہ بنگلی

دنیا کے ادب اور علم کے صاحب طرز شاعر ہیں۔



ہو سے نہ دل کو ختم نا شتی قبول نہیں غیر بخوبی ہیں جن کو خوشی قبول نہیں
کسی توکی پست بھا سمجھا جائے خطا عبادت بچھو خود رکھی قبول نہیں
پنے کی اور سربت اچھی گزی پیدا نہیں جمادی میں بنتے رو دستی قبول نہیں
گرامنے آپ بھی جن باتی قید بذکر جن سے اتنی بھی دلستی قبول نہیں
ہنسو گے جب تک بھکر لے گئے نہیں ناز اڑ کیا بتاؤں بچھو کو رکھو قبول نہیں
کرم وہ بھریہ کے میرے درستی قبول فخر
میں کہہ اٹھا کہ بچھو درستی قبول نہیں

عارف عیاسی

نام۔ فناخی محمد عثمان عیاسی تخلیق نظر عارف۔ پیدائش ۱۹۱۲ء موضع پوہاری ضلع بیسا۔
تعلیم۔ لی۔ اے۔ تند آزاد تھوڑی۔ شاعر لکھنؤی۔ جگہ مراد آبادی۔ شغل کا خیکاری

* * *

سید علی علی

پیش دل نہ رہی سوزش جاں باقی ہے شد و عشق کیاں صرف دھوان باقی ہے
 بے حسی میں بھی یہ احساس رہا ہے اکثر ایک نشر سازیب رگ جاں باقی ہے
 سیکشو گردشِ دوران سے ہر سان کیوں ہو بر سخ نہ ابھی ابر و داں باقی ہے
 ذکر آتا ہے جغاڑیں کا ترے نام کے ساتھ دل برباد کا اتنا لون شاں باقی ہے
 مد تیں ہر گئیں پیسانِ دن اکو توٹے اس جغا جو سے مگر ربط نہیں باقی ہے
 زندگی سلسلہِ خشتِ موہوم ہی غمِ ملامت ہے تو آسائش خاں باقی ہے
 فریلِ ترکِ تنا ہے جناب عارف
 دل میں اب بھی ہر سب لال رغماں باقی ہے

کوئر جائی

نام بیدا سید نفیض کوئر پیدائش ۱۹۰۷ء قبر جائی خلی رائے برلنی -
تعلیم ہائی اسکول بلند ہر زبانی بحمدہ تازمت کا پوری میں قیام ہے۔



زخم ہی زخم ہیں دل پر بھی ایسا تو نہ تھا
پھول جو مجھ کو دیئے بن گئے وہ اگلے
رقت عار و سرگر کبھی ایسا تو نہ تھا
بستیاں راز کی اشکوں میں بھی جاتی تھی
موجز ان علم کا سمندر کبھی ایسا تو نہ تھا
آنچ درست طلب اکھے تو تلمیم ہو جائے
دور محرومی ساغر کبھی ایسا تو نہ تھا
آنے والے نہیں جب دہ تیرہ دل تک دی
چھن گئی ہونہ تجلی کہیں دیواریں سے
پاؤں رکھا تھا جہاں مرد ہیں خم ہے اب تک
جارہِ عشق میں چتر کبھی ایسا تو نہ تھا

کوڑہندہ سنگ بیدی سحر
 نام کوڑہندہ سنگ بیدی۔ تخلص سحر (ریڈا بُرڈ آن! اے ایس) خرنغہ ہائے ۵ سال
 دل زندہ ہباب۔ دت شاخزی تیس سال۔ اعلیٰ مرگادی عجیب بدناؤزیتے اور دشرا و ادب کو
 ان کی ف ذات سے درستے رہمہر گیری ملی۔ بی بی ما جب بگ ادب پسندی اور شاعر فرازی
 قابل تسلیم ہے۔



بڑیہ سر جس اکرم کیا ہے ستم کیا دن اکٹھے لگ مجبت نا بخیر م کیا
 بچھے مانابے اور مانا کرنا ہے سکر یہ نہیں دیکھو و حسرہ کی
 کسی کے ہار نہیں تا باں پہ آنسو ملے ہیں شرد دشیشم بھج کیا
 پر تسلیم نہ کرنا ہے ہم کو تسلیم بنا یہ ستم کیا ہے کرم کیا
 روہ ہے سر در فسا پر چلنے والے نہ دیکھیں گے سرے نقش ندم کیا
 دباں جو بھی گیا ناپس نہ آیا بت پر کیف ہے مکب علام کیا
 سحر کیا نا ہدہ آہ در غنا م سے
 پکمل جائیں کے پھر کے ستم کیا

جو جم محمد آبادی

نام، ابوالحسن تخلص نام، پیدائش سال ۱۹۰۴ قصبه محمد آباد گورنمنٹ عظم گاہ مدرسہ تعلیم اور درس
نارسی، عولی، بیگنگ، اشتریزی، تندی، حضرت آرزو دلخنوی مر جوم۔ بسلسلہ علماء مت نکھنہ میر
مقشم ہیں۔



یہ قولِ حق کا ہے مرا فیض ملے نہیں تمانچہ جو ثبوت کا ہو وہ خدا ہیں
کبھی رازِ دار دار پر بھروسہ کیا نہیں آئیں ویکھتا ہے مگر بر لست ہیں
روز نہ رہے گے ہیں بھول بھی کا سونگ کر رکھ رکھا گوشن میں انقلاب سے کوئی بھی نہیں
چھٹے نہیں ہیں ورنہ ملی رفتار دیکھ کر ہم خود بے بنے ہیں از از برا ہیں
نکراہ کر کے تھوڑے مگر یہ شوق رہ رہی ہم اس طرف چلے ہیں جد ہر راستہ اپنے
اسے بڑھ کر جو پوچھو تو یہ ہے پتے کی بات
ان کا پتہ ہا ہے تو اپنا پتہ نہیں

امتیاز ادیب

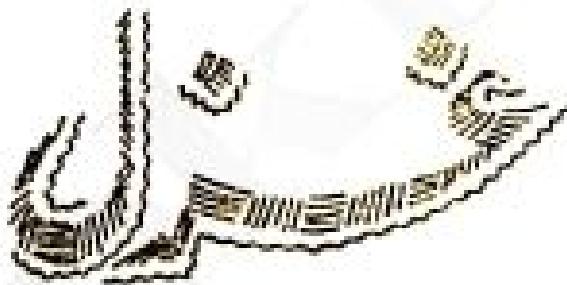
نام، امتیاز خیں۔ بخشن امتیاز۔ سن پیدائش ۱۸۲۲ء مقام لکھنؤ
علم ادیب مشنڈہ، تجارت۔



سکون کہاں کاغذ خوشگوار سے بھی گئے
 قرار کیسا دل بے قرار سے بھی گئے
 بیک رہے سکھے تو قائم سخاں وقار جنوں
 سنبھل گئے تو جنوں کے وقار سے بھی گئے
 تمام شب سخاںم انتشار کا شکرہ
 سحر ہوئی تو غم انتظار سے بھی گئے
 ملانہ ادر تو کچھ عذر محیت سے سہیں
 اسید رحمت پر درزگار سے بھی گئے
 پھر اپنی ذات سے دالبستہ ہی سکھے الزامات
 پھر ان کی بزم میں ہم شہر سارے بھی گئے
 ثبات فخر و گل اور مآل شہنم پر!
 نظر گئی تو فریب بہار سے بھی گئے

ظرفہ فرشتی بھنڈاری

نام، عبدالعزیز خدص طرفہ۔ پیدائش ۱۹۱۲ء نسل بھنڈاری۔
مہاراشر، جامد اردو علیگڑو کے نام اعلیٰ امتیازات کی صدر رکھتے ہیں۔ تلمذ حضرت
اُفرا کامسوی۔ اور حضرت سیماں اکبر آبادی مرحوم۔ دت شاعری ۳۳ سال
طول درخشاں یا لیف اور سیل کرنے بخوبی کلام ہے۔ ملازمت کے سلسلہ میں ناپورہ میں مقیم ہے۔



میں باتھ بڑھاؤں کیا دامانِ فتناں تک
ہے زنگِ گل دلالہ نیرنگ بھاراں تک
پھولوں سے رہا خالی دامانِ دنا اپنا
کانٹے ہی ملے سکو گلشن سے بیباں تک
دیوالوں کی دنیا ہے؟ من سے گریباں تک
اسٹھتے ہیں بگوئے تو تحریکی طرف جائیں
کٹ جائیں گی اک دن سَلَام کی زنجیریں
یہ قیدِ مسلسل ہے مجرورِ می انساں تک
بے سوز کوئی نفرہ مقبول نہیں ہوتا
مضراب غمِ دل کوئے جا درگِ جاں تک
کاشانے غریبوں کے سراپا اٹھائیں گے
ستی کے چراغوں کی لو جائیں گی ایواں تک

ظرفہ کوئی کیا جلنے غمِ اہل محبت کا!
جاتی ہے لظکس کی زخمِ دلِ انساں تک

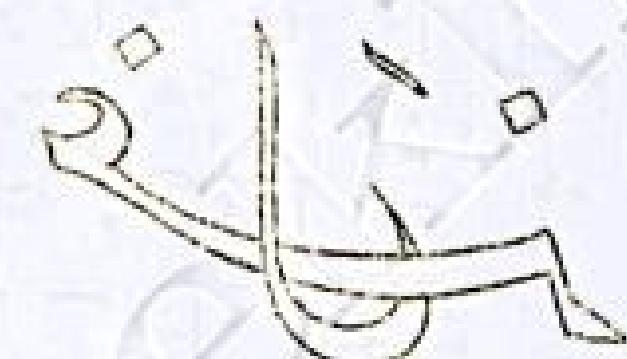
ہزار لکھوں

نام بی حسن تخلص ہزار ان حضرت بہار الحنفی ام حنفی پیدائش ۱۹۱۴ء مختصر تسلیم
بائی اسکول ناوارسی کے نہ رخی لکھوں کی آس الوفی نو ۱۰ نعلیٰ الحنفی امت قناعی مدرس سال۔

زندگی ہر شیس ترمی جلوہ گردی ہے اے دوست
یہ بھی ایرانی آن دوستِ النظری ہے اے دوست
خندگل ہے خوز خم جگری ہے اے دوست
مون غمِ موتن نیسم تحری ہے اے دوست
تیرک فرور دس خیالی ہو مبارک تجھے کو
میری گنجنت مرے دامن لی ترکی ہے اے دوست
ایسا ہے غریب نسبت نہیں میں
مرش پیاس ابھی فہم بشری ہے اے دوست
تجھ کو آتا ہے صدیت میں غریبیاں بھرنا
میری مہرانِ مری ہے ہزر کتابے اے دوست
جسما گئے ہیں ترمی یا زرش کم نہ بانا
ذہ بھی اک سندھ بانبری ہے اے دوست
زور کر دی زردا آئینہ قلب ہزار
کرتنا بھیر رخی مشیش گردی ہے اے دوست

نشر و ادبی

نام: نفیلہ الرحمن نشان نشر. پریم اشٹاٹ ۲۰۱۵ء موضع چند اگرہ ضلع، الجیہ۔
تبلیغ، غرفی، نارکی اور مصبات اندر (الہ آباد) فن طب اور انگریزی (پرانی بیت) علیم مسلم
کائیں کا پختہ رہیں پیغمبر رہیں۔



میر ابھی سے کس طرح ان کو بیو نا کہوں
امے خر نخیں بیکدھ خون زندگی نہ بیلی
حرب بے جواب پر کوئی پردہ دُال درد
بیو نہ سیاہ کر دہ سین زلالہ یا ان
نہ بانی راز ہوں یوں کام ہے مرا
میر میرا حال غم پوچھتے رہے مگر
استھان شوق ہے ایسی ناشقی نشور
دل کا گولی حال ہوا کو دبر را کہوں

صبا افغانی

نام۔ جمیل الرحمن خاں۔ تخلص نبأ۔ پیدائش ۱۹۲۹ء۔ رام پندرہ۔ تعلیم۔ فارسی
اور دو اختریز کا۔ مدت شاگرد ۳۲ سال تک۔ حضرت شریف زیدی۔ تربیت، حضرت
جگر مراد آبادی مرحوم شنل ادب و فلم۔



راز ہے بہت گھریات کی ذرا سی ہے
زندگی بھی برہم ہے نوت بھی خفا سی ہے
آج کل تو دلوں میں اپنی ادا سی ہے
ابنی انہیں تھے ہم یہ کہاں پلے آئے
ہر طرف انہیں لبے ہر طرف ادا سی ہے
داش دل کو روشن کر غم کی رات ہے لمبی
شم کا بھر درس کیا نیکھی پے دناسی ہے
آپ حضرت داعظ، پہلے خود کو ہی پانیں
جام اسلے اپنا آنسو دیں سے بھرتا ہوں جس نظر سے پیا تھا آج دہ بھی کی ہے
یوں تو ہبھر کی رائٹر روزہ ہی گذر لیتی ہیں
آج اے صبا لیکن، صبح سے ادا سی ہے

سلطان گور گپیوری

بم. سلطان احمد صدیقی تخلص سلطان. پیدائش ستم جون ۱۸۵۷ء علی گلہج
تعلیم ایم. اے. ایل. ایل. بی۔ دت شاعری ۲۸ رسال. اوزین میں ہلیخہ مکشن کے
آنہ پہنچنڈ بی۔

بے کیف ہے بہار گھٹاں ترے بغیر
ہر سمت بوئے گل ہے پریشاں ترے بغیر
دل مضراب ہے آنکھیں میں گریاں ترے بغیر
صح وطن ہے شام غریباں ترے بغیر
رشک نگار خانہ فردوس سختا، بھر
صلوم ہر رہا بہ جو دیراں ترے بغیر
آزادئے پر فیا سے ہٹا کر نقاب آ
دنیا سے آرزو دہے پریشاں ترے بغیر
دہ رشک گل ملے تو یہ کہہ دینا اسے صہما
پھرتا ہے کوئی چاک گریاں ترے بغیر
کیونکرا سے بہار کے آنے کی ہو خوشی
کرتا نہیں جو سیر گھٹاں ترے بغیر

سحران داری

نام۔ محمد عزیز رسول داری۔ شخص امراء۔ پیدائش: ۲۱ نومبر ۱۹۴۷ء۔ مکتوپ این حضرت میرزا
بدایت دہلوی۔ تھاں۔ مولی۔ خارسی۔ اردو۔ تاریخ تاریق ایرانی۔ مدت حفاظتی ۲۸ سال
زیارتی: ۱۹۶۰ء۔ شناسناہ ہر چیز ہے۔



میرزا محمد عزیز ایں مسحوم آئے ہیں
وہ بندے دنیا کے سب سے اذکریں ہیں
لیکن قدرتیں دنیا کے سب سے خوبصورت ہیں
خوبصورتی کو دیکھو تو میرزا مسحوم آئے ہیں
بیتھنے والے کو دیکھو تو میرزا آئے ہیں
درخت لگانے والے کو دیکھو تو میرزا آئے ہیں
سماں سیخنے والے کو فرمادے جیسے دیکھو تو میرزا آئے ہیں
المیرزا پارس کے جنس و قدرت مسحوم آئے ہیں

شماراٹاڈی

نام: شمارہ سین۔ دلن ماں ون اٹاڑہ بن دلارت ۱۹۷۲ء تعلیم ایم۔ اے۔ نور غفرت
بھاپ، اکبر کیا دی۔ اسلامیہ کالج اٹاڑہ میں شعبہ اور دروس کے بعد رہیں در شعبی تجویز میں دلار



لے کے دل کبھی ہو الفت کیا ہے حسن و الرزیہ سے شمارت کیا ہے
اک اپنی سی نفافل کی بناگاہ نسل اغرض جبت کیا ہے
خود پری نادم جوں دنسا پر اپنی اسماں کی فرمودت کیا ہے
بچہ کو بہستان ہوں بھی نسلوں
لکھتے دشمن کے سانپوں کا گما
قامست یار کی بڑی ہڑتی شکل
کسر کی بہت کچھی ماذقہ لکھائے
وہ دن بھی سماں کی اپنی کے سوا
اشبابِ شم پوندہ ہے بازاں کی ملک
دعاں ناز کی جھاڑیاں ہوں اگر د
میں کہ بھت اگر ہر آکو دہ خاک
طالبِ دادِ سفن کیوں ہوں شمار
آپ کے شعر میں چدت کیا ہے

علی احمد شیدا

نام۔ مولوی علی احمد بخش شیدا۔ عمر تقریباً ۴۰ سال۔ جائے پیدائش موصل
سائبی پور سیوان۔ تلمذ حضرت جگر مراد آبادی مرحوم۔ آج کل بندہ ملازمت
را در کسی لاپیں مقilm ہیں۔



نکلے جو بے نقاب دہ فصل بہار میں
گورنٹھ ایں ہزار ترے انتظار میں
دو شب شب دھال سے ڈریں لکھنی
اس تیر نیم کی خلش خچ سے یو چھٹے
ہر چند راہ منزل جاناں ہے غار رار
اک لطفِ خاص ہر خلش نوکِ خار میں
اک تم بکر تم کو عیش سے فرست نہیں ملی اک میں کہ مری عمر کئی انتظار میں

شیدا چلو اٹھاؤ نم لاز داں عشق
نا حق پکھنے ہو دا مغم روزگار میں

نام۔ قادر خلی صد لئی تکنس ڈاون، پیدائش ۲۸ اگست ۱۹۲۹ء تھوڑا۔ گریجوٹ کھنڈ
یونیورسٹی۔ تکنڈ حضرت سراج بھوکی مرحوم۔ دت شاعری ۲۵ سال۔

صہم

دل مضمحل ہے ان کے خیالوں کے باوجود
اک سلیٰ تیرگی ہے ابالوں کے باوجود
بکھونہ سیر احوال مثاولوں کے باوجود
بدلانہ پشم شرق کا کوئی بھی زاویہ
وار تجھی شوق عجب نازیانہ تھی
ان کی دنما پر آج بھی ایمان ہے مرا
یہ کون سا مقام ہے اسے زعم آہی
کم ہو رکانہ مرتبہ بے خود کی شوق
مشتری اک خیالِ خام ہے ان کے خیال میں
قیادر کے ایسے چاہنے والوں کے باوجود

د فا ملک پوری

تام اون ٹکنیکس دنا ملک پوری۔ سیا پیدا شر ۱۹۲۹ء درج ہن۔ عربی مدرسے کے خدیافر مالم
میں نو زینے کے اپڈیٹر۔

حکایت حمل

ان کی نگہبہ ناز کے ٹھکرائے ہوئے ہیں
ہم جسمِ محبتِ نزا باتے ہوئے ہیں

یہ سایہِ نشیانِ گزرا گاہ تھتا
کچھ عشقت کے پتھرِ غفل کے بہکائے ہوئے ہیں
اب ان کو نئی صبح کے پیشہ مسنا دو
جو تیرگیِ وقت سے ٹھکرائے ہوئے ہیں

مے پھٹک کی ائمہ گانے پڑے برستے کی نہ دد
مے خشانے میں خود شیخِ حرم آئے ہوئے ہیں
تو بہ نہیں لوئے گی سید آنے کہ خم آئے
مئکش تری آنکھوں کی قسم کھاتے ہوئے ہیں

ان اشکوں کے قطروں کو بھی بے ماہر نہ سمجھو
منظارِ مول کی آنکھوں میں جگہ پڑے ہوئے ہیں
اب ان کے تفافل کا دفاتر اذکر نہ چھیرا د
دیکھو تو وہ کس ناز سے ٹرمائے ہوئے ہیں

مسر قلشی

نام۔ محمد عمر۔ تخلص نام۔ پیدائش سال ۱۹۲۶ء گد کچھ دعیم مخفی کامل شغل در طبیعت لازم
مشاعرہ انا و نسکی حیثیت سے بھلی پورے ملک میں مشہور ہیں۔

مُسْرِ قَلْشِی

شانوں پر ان کے زلف پریان دیکھ کر
حیراں ہے آئینہ انہیں حیران دیکھ کر
اس کو بھی احتیاط غم غتش حبا نئے
خوش ہو رہا ہوں آپ کو آسان دیکھ کر
پھر بڑھ جائے زلف گرد گیر کا خیال
دوسرے کی حیات کو آسان دیکھ کر
دریوانے جن رہے میں گریبان کی دھجیاں
اہل خرد کو چک گریبان دیکھ کر
چھستارہا ہوں شکوہ حال تباہ پر
اپنے کئے پہ ان کو پشیمان دیکھ کر
موجوں کے پیچ دخم نے سہارا دیا اتر
مجرا گئے تھے سورشیں طونان دیکھ کر

میرانج لکھنؤی

نام میرانج الحسن تخلص میرانج پیدائش ۱۵ ارجن ۱۹۲۵ء تعلیم ہائی اسکول
اردو اور فارسی کی تعلیم اپنے والد منظم حضرت میرانج لکھنؤی مرحوم سے حاصل کی۔

حُل

شامِ الم سے پہلے بھی صح طرب کے بعد بھی
پھر ہے دبی غمہ فراق بھرے وہی کسی کی یاد
ان یہ سیاہ بنتیاں رختی شب کے بعد بھی
فرض تھا اخڑا م دوست اٹک گزند رکے
بات جوں تک آگئی پاسِ ادب کے بعد بھی
سارا غزو رعاشقی خاکِ نسل کے رہ گیا
رونقِ زیست بھوکی وقت کی تکنیوں میں گم
جب پہ سنا نہ آسکی اذن طرب کے بعد بھی
جو بھی ہوا باب مالِ غم جو بھی ہوا بقصید غش
میں نے دینے ملا دینے عالم شب کے بعد بھی
چلنے مری خطا ہی اپنا کرم بھی دیکھئے
جامِ نسل سکا بھئے در میں سبک بعد بھی

شادِ فیض آپادی

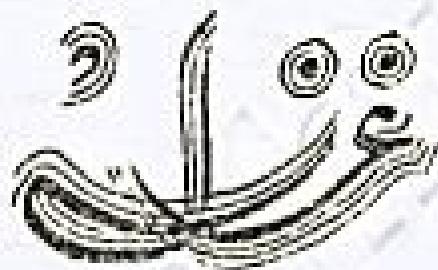
نام۔ عبدالجبار تخلص شاد سن پیدائش ۱۹۲۹ء فیض آباد تعلیم۔ ہائی اسکول۔
لندن تر مشرق حضرت شفیق جو نپوری مدت شاعری ۲۳ سال۔ شغل لازمت۔



ہاں سکھنے سے بھی کچھ کام لیا جاتا ہے
کب خوشی سے کوئی اڑام لیا جاتا ہے
چھک کے آداب کرو بادھ سب کو یارو
نا منا گو ہرنا یاب کی پہچان بھی ہے!
جانے کتنا مری نظر دکو وہ بخشش گے عروج
جو بھی نہم وہ نگہدا ناز خوشی سے دیدے
جب بھی رکھتا ہوں قدم را ہجنوں میں گئے
آج تک نقشِ دفالن کے مٹا رئے نہ مٹا
آج تک شاد مرانا نام لیا جاتا ہے

منظرا مسلم

نام۔ منظرا مسلم۔ تخلص آنام۔ پیدائش ۱۹۲۲ء در بھنگر۔ تعلیم۔ فی۔ اے۔ آل انڈیا ریڈ لیج
گورنمنٹ سے ملک ہیں۔



میں محظی رہ شدت غم یوں توبہت ہے ہم زندگی میں جام میں سم یوں توبہت ہے
اے کاش ترے سایہ گیسو میں کئے غر آرام ترے سر کی قسم یوں توبہت ہے
تیری نگہ لطف بھی کچھ کم توانہیں ہے اے روستا نہ مانے کام یوں توبہت ہے
سورت کے تکنے پہ بھی رہ جائیں رہنے کو وادھوڑے کا بھروسہ یوں توبہت ہے
ہو آئیں امام آج ذرا ان کی گھلی سے
مشہور گلستانِ ارم یوں توبہت ہے

کیف اگر می

نام۔ دایت حسین تخلص کیف اگر می د پیدائش جنوری ۱۹۲۶ء تعلیمہ مولوی عالم
ملے۔ اے۔ مدت شاعری ۲۶ سال۔ تلمذ حضرت شارق ایرانی۔ مشغل حاذمت اور شاعری

مشعل

مرے آنسوؤں پر نظر نہ کر مرا شکرہ سن کے خفا نہ ہو
اسے زندگی کا بھی حق نہیں جسے در عشق ملا نہ ہو
یہ غائبیں یہ نوازشیں مرے در در دل کی دوا نہیں
مجھے اس نظر کی تاش بے جوار انسانس دنا نہ ہو
تجھے کیا بتاؤں یہ بے خبر کہے در عشق میں کیا اثر
ہے یہ وہ لطیف سالغظ جو کہ زبان تک آئے ادا نہ ہو
کرم اتنا بخوبی کر اے جتوں میں ہر ایک حال میں خوش بیوں
مجھے بخشن دے وہ سرد برٹم کہ جدا اک دل تو جدانا نہ ہو
نہ ہو مظلوم کسی بات پر ہے نظر نظر یہ حسین فریب
جو شکست جام کی ہے صدارت شکست دل کی سدارانہ ہو
یہ عنا بیوں میں ہے کیوں کمی یہ نظر میں کمی ہے براہی
تو ہمہ کرم ہے تو یہ تم مرے عشق جی کی خط انہ ہو

سید غلام سمنانی القادری

نام و تفصیل سید غلام سمنانی۔ پس انش شمس الدین پور تعلیم، بخاری مسلم یونیورسٹی خلیج فارس
دست مشاگر کے اسال۔ وہی یونیورسٹی کے شعبہ انگریزی میں لیکچر جیں۔



سرگشتم دل اُرفہ دراں دریدہ ہیں
 پس کوئی بیت کہ تم بست آئت رسیدہ ہیں
 ہم ایں جیسے چرخ کا داش جہاں فردہ
 ہم روشنی کائنات کا زنگ پریدہ ہیں
 ہم دیدہ حیات ہیں ہیں تو کب خاکہ تم
 دام روز گواریہ اشکب جسیدہ ہیں
 ہم لوگ ہیں بہارہ سربایہ نشاہ
 یہ اور بات ہے کہ خزان آنحضرت ہیں
 اک داستانِ علم ہیں مگر ناشنیدہ ہیں
 اور دنہاری بات نہیں بات تو یہ بہت
 جو برخزاں سے کر دوڑ ربانہ را تھیں
 صحنِ چین میرہ نواحی کلیں نو رسیدہ ہیں
 ہندم نہیں ہے صرف یہی عالمِ مثال
 عالمِ ابھی ہیں اور جو نہ آفریدہ ہیں
 پھو پچے نہ جس کی گرد کو ترا خیال بھی
 ہمارِ دلت ہم دہ غزالِ رسیدہ ہیں

ایمن سلوانی

نام۔ این احمد ناکھن این۔ پیدائش سن ۱۹۴۰ء و تھبہ سلوان خلیج رائے برلن۔
درست شاگرد ہے پاس سال تھر۔ حضرت مولانا عبد الباری آسی میر بھٹی۔



مرید دیر و حرم کم سے کم یہ کام کریں حدیث درود صحبت کا دوسرے سام کریں
یہی منت آدم بھی مقدار ہے غنوں کی دعویٰ پریس را صحت کا اعتماد کریں
اپنی نہ دیں ہمیں الزام بے دنا فی کا خود اپنے دخداوں کا چکرے وہ احترام رہیں
جوتہ نہ کام ترے میکدست میں ہوں رہاتی مرے ہمراستے وہ بزریز اپنے جام کریں
اپنی نہ جیب نہ داسن نہ آتین کا پستہ یقین جوسم گل ہر لوتا ہتھیں کام کریں
انہیں کے لب پہ ہہا من دام کا قتلی عام کریں وہی اپنے غرفت انسان کا قتلی عام کریں
لماں سے عہد لئیں تک سکون کی ہو دنیا خوشی کے ساتھ جو تم کا بھی اعتماد کریں
ذوق اہل گھرستان جو ساتھ دیجیاے نفس انصیبوں کی یادوں کا احترام کریں
یہ دو چیز نہیں ہے تو اور کیا ہے ہاذن
کے پنکھا ریں یہاں کس کو ہٹکلام کریں

شارب لکھنؤی

نام۔ سلطان حیدر خاں خلصہ شارب۔ عمر تقریباً ۳۹ سال دہن لکھنؤ۔ تعلیم۔ الیف بیم
ن۔ ایس۔ اثاثیف۔ صات مختلف شری نیو روئے شاید ہو چکے ہیں۔

شاعر
حیدر خاں

بن گئے ایک محبت کے فنا نے کیا کیا
ہم پورے گئے گئے از ام نہ جانے کیا کیا
نرزلِ دار و رسن قیدِ ستم درست بلا
پائے میں ائں محبت نے نکلنے کیا کیا
کبھی آندھی بھی طوفان بھی شعلہ بھی برق
یرے گلشن پر بھی گذشتے ہیں از نانے کیا کیا
درست بصر د سکوں گو ہرا شکر نگیں
ہم نے غربت میں ٹائے ہیں خزانے کیا کیا
ہب غاموش یہ ہونے ہیں فنا نے کیا کیا
بھی جرکاس ابسم بھی جھینپی سی نظر
ہم سے پوچھو کر گئے دل پر فنا نے کیا کیا
بھی کیوں لا تبسم بھی تاریں کی چمک
ان گنت روز خیالوں کے محل بننے ہیں سوچتا ہے دل بیتاب نہ جانے کیا کیا
کوئی شارب کوئی ملا کوئی غالب کوئی میر
منزلِ عشق سے گزرے ہیں دوانے کیا کیا

آخر قدری بلند شہری

نام۔ آخر مکمل قاف۔ تخلص، آخر پیدائش ۱۹۳۶ء موضع گیوپور (بلند شہر) دت شاعری پندرہ سال تلمذ اس آغا سیا نکونی۔ فلماں زر کار پورشن کے تھیکیدار ہیں۔

صلوٰ

میری تاب دید کو بھی آزمائ کر دیکھئے
دیکھئے مجھ سے ذرا نظریں ملا کر دیکھئے
بے شک رہے ذوقِ نظر کا متحاں میری آنکھوں سے ذرا خود کو بھائی کر دیکھئے
مشکل نوکی آج بھی کچھ لوگ ہیں شاق دید بے تباہ ذرا محفل میں آئ کر دیکھئے
اپنے دل سے آپنے بھوکھ کو سمجھانا یا ہے مگر یا پانی میرے دل سے بھوکھ جلا کر دیکھئے
خود بخود بہو جائیں گے اسرار فطرت منکشف
حضرتِ آخر خود می دل سے مٹا کر دیکھئے

نہال رخوی

نام۔ سید اقبال علی رخوی تخلص نہال۔ سن پیدائش ۱۹۱۸ء مکھتو تعلیم، اردو، فارسی
ایک بیرونی لفظ کا در داں مشایخ بوجیکھے۔

نہال رخوی
نہال رخوی

بہار بُنگ جب سے وہ مرے تھاں پہ چھائے ہیں
خیر بھر کے خوشگوار القلب آئتے ہیں
زرا راحنیاں کی بے لاکھ غم چھائے ہیں
سکھج کے بارہا ہین پرے کی بات بے
سر سحر بہک اٹھی چین چین سنور گیا
جو دل سجا پکے تھے خود پرستیوں کی انجمیں
نقاب رخ سے جب اتنی بکفر گئیں تھیں
دیارِ شنے و دار کے جہاں کو بھار کے
بھی لباس نظم میں کبھی غزل کے روپیں
نہال کائنات میں ہمیں تو یہ لقین ہے
اب آدمی ہمیں رہا ہے آدمی کے سائے ہیں

مکزادہ منتظر احمد

نام۔ مکزادہ منتظر احمد تکاش، ننگور۔ پیدائش: ۱ اکتوبر ۱۹۲۹ءے مطلع فیض آباد۔
تعلیم اپنے است۔ اردو، انگریزی، تاریخ، فلسفہ، ادبیاتی، تحقیقی، اردو کامبل، کائناتی گول۔
مشہر تھیں، آج بھی شبہ اردو ناہری گورنمنٹ یونیورسٹی میں پیکچر ہیں۔



تحنی گلوشن میں جلادت کے ہزار اب کے بر س
جادہ زیست کے ہر منور پہ جی ڈرتا ہے
مرددا سے شوق شہادت کرنا ہے میں نے
گر کسی رندہ پہ نہ کانے کا در بندہ سہرا
ئی قاتل میں فروں تر ہے جلا اب کے بر س
ئی تو گل چاک ہے لگھیں کی قبا اب کے بڑے
اجھی اجھی سکی ہے وہ زلفِ دلما بکے بر س

سرخی خون شیدانِ دن سے منتظر
اور بھی شوخ بھارنگ حنا اب کے بر س

کامل فتحوری

مختصر

لذت دیکھ کر آئینہ دفایوں میں شکستہ کے تھے اب تک پچھ رہا ہوں گے
خود اپنے اپنے کچھ دن سے دھونڈتا ہوں میں یہ سوچ کر کہ زمانے کو نیند آ جائے
نشانے ساز پر توجیت تم نے پھیرا لے تھا
بڑی بڑے میں اک کائنات پہنہاں ہے
تراد بوداگر ہے کہیں تو دے آواز
ترنالش کر دیں خود کو توبتہ نہ ملے
غیرب ہو گا سی روز لطفِ صالح تھی
ذہ بزمی کی ادا ہو کر التفات کار بگ
جو ہو سکے تو چلے آؤ کچھ ذرا نزدیک
شکستہ کا سہی ساز دل مرالے درست
جان پر ٹھہری ہے تھک کر گاہاں خرد
اب ان حدود نے تھے اور آگیا ہوں گے
یہ اور بات کے سجدہ گزار ہوں تیسا از
دہ جلوے جن کو ترسی ہے ہر نظر کامل
کے خرائخیں جلو دنکھا آئیں ہوں گے

خزیر بانی

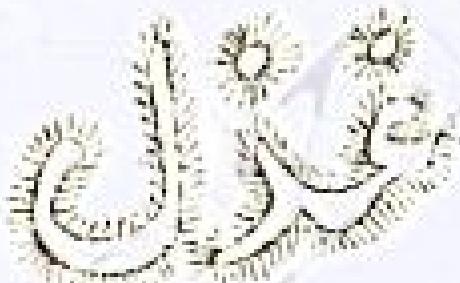
نام۔ خزیر بانی۔ تخلص عزیز۔ تعلیم فارغ درس نظامیہ ادیب کامل جامعہ اردو۔
تلمذ حضرت مولانا عبدالحکیم دری آزادی اور حضرت شفیق جو پوری (مرحوم) مشنل صفات دیانت۔

اُنکھے

کسی کے روئے بیٹھ پر وہ بھار نہ سکا رہی ہے
کہ جنکے آگے بھار باغ جان بھی آنکھیں جھکا رہی ہے
یہ آدماد ہے کس حسیں کی کہ زردہ زردہ ہے مت و تھاں
چک رہے ہیں چین میں غنی روش روشن لگنا رہی ہے
شفق کی رنگت ٹھوں کی نکھڑت چین کی نہہت ہباںستی
ہر ایک نظر میں تبرے جلووں کی دلکشی سکا رہی ہے
یہ سرخ رائمنی یہ سرخ آنکھیں یہ سرخ بصیرتی یہ سرخ پر جنم
یہ سورش اتفاق نوبہ کے زندگی مخفہ چھپا۔ جی ہے
وطن کی شیرش نظاہر لرزش تمام گوش آندہ گوش
سلام ہے ایسی وہیت کو جو نازہ نفعے جگہ رہی ہے
جاز اپنا مراقی اپنا مرکش دشام دشہ اپنا
وطن ہے سارا جہاں اپنا صدرے اقبال آرہی ہے
خزیر توڑی تھی بار باجنے اک اشارے میں میری توہہ
دہ چشمِ خود پھر مجھے جر عُہ محبت پلار ہی ہے

دکلم سید پوری

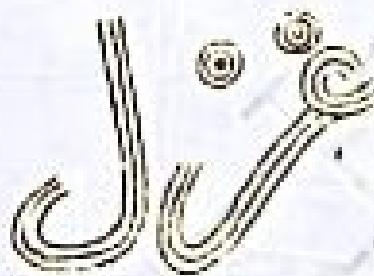
نام: نام نہیں تھا۔ سن پیدائش سال ۱۹۲۱ء سید نور بارہ بیگی۔ تعلیم اور
فادر کی تعلیم خانہ بیرونی بیباور زباب مرزا جعفر ملی خان صاحب اخیر لکھنؤی۔
مشخّص، نیکارت۔



ببھال کی غیرت سے ماوس ہوا پکھ دل
بانی کے در پتوں یہ جسماں کا غم مستقبل
اسٹرہ دو بے جا وہ بُر غزم جو سکھ
خود خرق میں تیرے ہوا آغوش کشا نزل
انا کہ سے قارہ نہستہ ہم دو مش بہتی تو کیا
تیرے نکام آئے اس زیست سے کیا حاصل
بنیاد محبت لی منیر طنہسیں ہترتی
تمیر محبت میں جب تک نہ ہو غنم شام
آن فرز بھی لذ فیض تھا انجام بھی خوفاں بے
ڈوب بھی سر را حل ابھرے بھی سر را حل
نکلم غم هستی سے ہنس ہنس کے گز ر جانا
ہے بیرے لے آساں دنیا کے نئے مشکل

رشید قمر لکھنؤی

بام۔ عہد اور حسید فاس تکنسن ٹری پیدا ش ۲۳ اگست ۱۹۲۵ء لاکھنؤ بھلپم اور رہنہ بھل فارسی
تلنڈ۔ خلاصہ اور صابری مدت شاعری تیس سال۔ بنگل۔ بھارت۔



ہٹ کر سب سے نظریں اک بھی کو یاد کرنے ہے
یہ دنیا جب کوئی تازہ ستم ایجاد کرنے ہے
کوئی اس طنز کی حد بھی بے تعریش ہے پر
جو محفل دار دیتا ہے تو آندھی صادر کرنے ہے

تیر کے تشبیہ دیکھ زبرہ پر پر دیں سے یہ دنیا
بڑی توہین تیری حشن، آدم زاد کرتی ہے
پر پر داڑ کی کوتا ہیاں سب کچھ بھی نیک
اسیروی خود خیالِ خاٹر تھیا در کرنے ہے
تیر کی فکر مے نوشی میں یہ تاثیر بھی دیکھی
زبانِ شوق ذکر بہرچے باڑہ بار کرنے ہے

نلکو رنسوی برق

ہام: نلکو رنسوی تخلص برق۔ پیدائش ۱۹۷۴ء دا ناپور پہنہ تعلیم ایم۔ اے۔
اردد۔ دت شاعری دس سال آرہ کائن میں لیکھ رہیں۔

عمرک

زد حیات خارزار پاؤں کے یہ آبلے قشکی یہ دلوئے یہ بے کسی یہ جو سے
ذبایہ کتنی مژاہیں میں چھوٹا گیا رہی اگرچہ سخت جانیوں سے ٹنے کے تھے مردے
خواری ہے زلف بخم بخم مجھے حیات کی ہوا کارخ بھی پھر دل فنا لف اُج اگرچہ
تارے توڑ توڑ کریں داہن حیات میں کچھ اس طرح سے مانگ دوں فلک کی بکشان بٹے
جنوں کی برق رہبری میں بڑھتے رہی چٹے گئے
رہ نلب میں کیا کہیں ہم اپنے دل کے خونھلے

آنہا سلطان حیدری

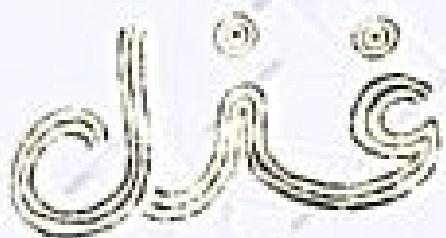
نام۔ آغا سلطان حیدر تخلص، حیدری۔ پیدائش سن ۲۵ مئی رام پور۔ تعلیم بنی اے ایم۔ اے۔ ڈی۔ ایل۔ بنی (علیگڑھ) مشروہ سخن حضرت خیر مکھنی مرحوم۔ آج گل جھوپال میں اعلیٰ سرکاری خبود ہے پر فائزہ ہیں۔

صلح

زندگی بُون بھی شاد کام تو ہے تذکرہ ان کا مجھ دشام تو ہے
جن خراب دن سہی لیکن ہم سے زندہ وفا کا نام تو ہے
خسلیہ تحریل آرزو نہ تھی زندگی شوق ناتسام تو ہے
ابن منزل سے بے خبری بھی آج انسان تیزہ گام تو ہے
باں نہیں ساری زندگی بھی ان سے منسوب ایک شام تو ہے
میکدڑہ ہم سے چھڑ گیا لیکن میکدڑے تھے ہمارا نام تو ہے
کب اتنے دیکھیر، فتنہ مجھشہر اک جیس مسائل خرام تو ہے
حیدری تک رسما دراہ پہنچی
ربنا ان سے برائے نام تو ہے

شاگرہ زمی

نام سید شاگر حسین نقش شاگر سنے دلادت منصبہ جو دل تعلیم۔ فی۔ اے۔
 (ایل۔ ایل۔ بن۔ لفظ) دست شاعری ۲۶ سال۔ ایک تجوید فراز غرض (لغت، دفعہ اور)
 شاعر ہو چکا ہے۔ خل صفات (سب ایڈریز نہادہ قومی آواز)



بدل بیکی جو اہل نہول کی تقدیریں توڑے توڑے کے خود گردہ ہی میں انہیں
 رپی ہیں یون ترمی آنکھوں میں شوخ تحریں اداں اداں کی صد اداء، رہی میں انہیں
 وہ خواب ترک تناکے ودار صورتے خواب لجنگی آنٹیک مل سکیں نہ تجیریں
 سنبھل سنبھال کے نہ رابہیں دار غصتے ہے یہ یہاں بدلتی ہیں ہر جو تارم پر قفسہ ریں
 میں زبان جو کچھ آج تھے سے کہہ نہ سکی اسی زبان کو کبھی ڈنڈلیں سمجھیں نظریں
 بھی جو نہ کہ بحسم نہ سانے آئیں تھیں مرد نگریے ایسی بھی چند تصویریں
 سمجھ کے پائے جزوں افضل اب میں شاگر
 یہ کس نے دال دیں پائے خود میں زخمیں

نبال تاہاں

نام۔ نہال الدین۔ تخلص تاہاں۔ پیدائش اگست ۱۹۲۶ء ملکران پور جھانسی
ظیم۔ ایم۔ اے۔ ایں۔ ایں۔ بن۔ دست شاعری بیساں۔ محقق ائمہ جبل پوریں طازم ہیں۔



زندگی جب نہ زندگی کی طرح زیر شرق ہے خامشی کی طرف
اس کا خاتمہ ہوں تیں امکا شیدا ہوا جتنا سایہ بھی جو روشنی کی طرف
تیرا نغمہ، تیرنی، الگت، ترمی آرزو سب مرے ساتھ ہیں زندگی کی طرف
ایسے یہیں سیر کرے کا حق ہے اسے جس کاروں ہوش لگھٹھٹی کی طرف
اس سافر کی ماہنده ہے آرزو جو چنگت پھر زندگی کی طرف
یہیں وہ لغتہ ہوں تاہاں غم ہجرا کا
جس کی آواز ہے خامشی کی طرف

رہیس را پسورگی

نام۔ رہیس الرحمن نازار۔ تنسن۔ میں پیدائش ۲۳ مئی ۱۸۷۰ء رامپور۔ تعلیم۔ ازدرا۔
لندن۔ فتحر سائنس۔ مہ۔ نہادی۔ بیکساں سال۔ فتحر بر تیات یوپی میں ملازم ہیں۔

خڑک

جب سے دل میں ترت جختے ہوئے غم خبر ہیں
خڑک دہری خبر کے لئے ماصل زیست
ہم تو کی راہ تسلیخ ہیں ترے خڑک لیا تھا
خوتھے ہیں تو کہاں اپنے قدم کھبرے ہیں
تیں تصور سے سمجھی جن کے لرزاتھا تھا
درگی راہات محنت کا بھرم کھبرے ہیں
مغفرت بھی آئی نہ کہا دمئے کے متنی
کہ بیان آئی سفیر ان حرم کھبرے ہیں

خرت آنکھوں بھی میں کم رک نہ سکے میری دستی
میرے آنسو کسی دامن میں بھی کم کھبرے ہیں

رَبَّابِ رَشِيدِی

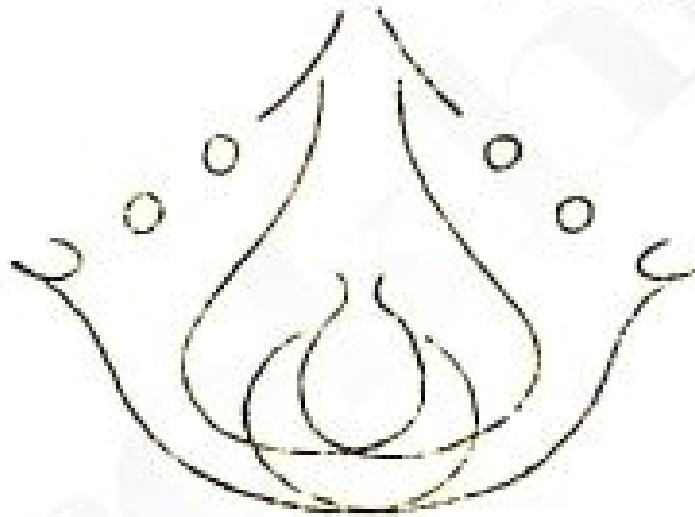
نام بسلطانِ محمد نخس رَبَّابِ سَن پیدائش ۱۸۷۵ءِ شَافعیہ بود و تعلیمِ میریک
لئے عزتِ رشید را پسند کیا ترجمہ۔

سبنگوں کی سمت بڑتے جا رہے، ہیں لوگ
تنی قریبِ نزولِ غم آرہے ہیں لوگ
میں خوش تھا بے نیاز تھے جتناک مگر یہ کیا
اپ میری زندگی یہ ترس کھا رہے ہیں لوگ
ہمیں سی روشنی کی کرن بھی کہیں نہیں
یہ دیکھ کر تو اور بھی کھرا رہے ہیں لوگ
اب گرمی حیات کی باش نہ کیجئے

پہلے سے بھی زیادہ بچھے جا رہے ہیں لوگ
ناصیح کا کام جب سے سنبھالا لایے وقت نے
خود ترک آرزوں کی قسم کھا رہے ہیں لوگ
دہراتو دیں انخوں نے رانی کہانیاں
اب مخفیلِ حیات میں شرم ارہے ہیں لوگ
دل کے پرانے زخم، ہرے ہو گئے رباب
یہ کب کے تذکرے ہیں جو دہرا رہے ہیں لوگ

فیض اکمل قادری

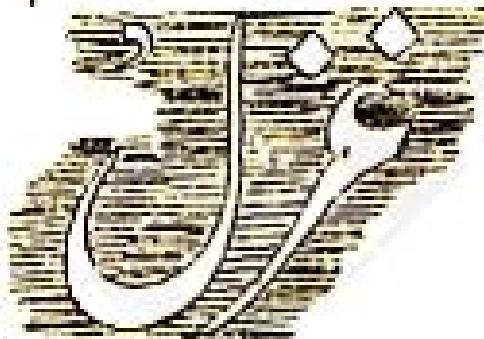
نام۔ سید ذیثان انوار فیض اکمل قادری تخلص اور نسبت سلسلہ بن پیدائش سال ۱۹۲۷ء
شاہجہان نبور تلمذ تفتت رشید راپوری مرحوم۔



اب دست آرزو کوئی خوب نہیں گر کہاں آدازہ ملبوغ سحر ہے سحر کہاں
لیں اسکے سے کوئی طرزیں اٹھیے آہنگِ دل بقدر جنونِ نظر کہاں
تین نور و شاروش پر قسمیں خشم حیات یہ دیکھئے ہو پہلے صبا کا گذر کہاں
فرش پہلے آئینہ نقش آرزو خود اگر رہ گزد کہاں
لیکن برا یک راہ تری رہ گزد کہاں خود دار می جنوں سے متنا بکھر کئی
پہلے تہار اغم تھا ہمیں اب کہاں یہ حادثے تو عشق سے پہنچ کی بات ہیں
ایدہ تدم ددم پر فرب نظر کہاں یوں مرگِ دل کے بعد ہمیں دعویٰ مدد ہیں گل
آئینہ ہی نہ ہو تو پھر آئینہ سگر کہاں بیٹھے ہیں زیر رایہ گل یوں چون فردش اس حادثے کی جیے انھیں کچھ جگہ کہاں
آیا تر کی طلب سے نظر میں اصل طلب
ب خود پرستیِ دلِ عالم ناگہاں

شاغل و مددانی

نام۔ شبرا حمد علی ن شاگل تاریخ پیدائش ۲ اگر جولائی ۱۹۳۳ء تعلیم۔ افریمیجٹ
درست شاعری سات سال دہن شاہزاد۔ مستقل قیام شاہ بھماں پور۔



شمعیں جاند کی محفل میں جلا تے ہوئے لوگ
کتنے بھولے ہیں تری راہ سے بہکتے ہوئے لوگ
بڑی اچھن ہر بھلادوں کا انہیں یاد رکھوں
اک سہ رہیں یہ رہے لے اچھتے ہوئے لوگ
آرہا ہے کوئی رابے کوئی جانے والا
ان دلنوں کوں سے عالم میں ہیں تختے ہوئے لوگ
نشہ مئے کے بنا صورتِ زندگی
ایسے لگتے ہیں تری بزم سے اٹھتے ہوئے لوگ
مشعلِ اسن واماں یہ جو لئے آئے ہیں
ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہوں یہ دیکھے ہوئے لوگ
یوں بریشاں میں زانے میں تقاضائے حیات
اجنبی شہر میں جیسے ہوں یہ دیکھکے ہوئے لوگ
وقت کے پاؤں نہ کھبرے ہیں نہ کھر سنگے کبھی
جانے کس سوچ میں دو بلے ہیں یہ کھبرے ہوئے لوگ

ساحر لکھنؤی

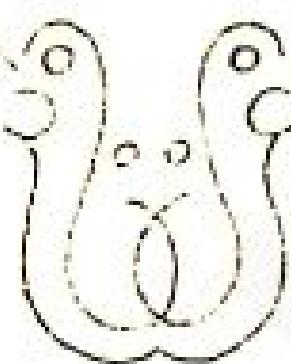
نام۔ انتصار حسین تخلص، ساحر۔ پیدائش ۲۴، اکتوبر ۱۹۰۶ء لکھنؤ۔ تعلیم اُنہوں
نے، شارق۔ براپانی مدت، تا غیری، ۱۹۰۷ء سال شہستان لکھنؤ کے ایڈیٹر ہے۔ تن نادل
و حکومتی بیویوں کے خرائغ اور مشہداڑ کے مصنف ہیں اور شمسیر دہان کے مرتب ہیں۔ آجکل
کا بریج سوسائٹی کے افسوس میں ملازم ہیں



ہم جلیں، تم بلو ساری دنیا جلے
تپ کے لندن کی باندھ کھرا جنوں
جیسے دیران مندر میں دیپک پلے
دوستوں اُذیشے میں شعلہ ڈھلنے
کرنے دشوار بی بے خرد کے مرحلے
اگر بچتے رہے نفسی کی طرف
بوز کے بی دنیا کا رُخ آج تو
وقت مجھ سے مرا حافظہ چینے۔ اُنگی کوئی یادوں کی کب تک جلے

خندہ گلست سماں حرن بھلیں گے ہم

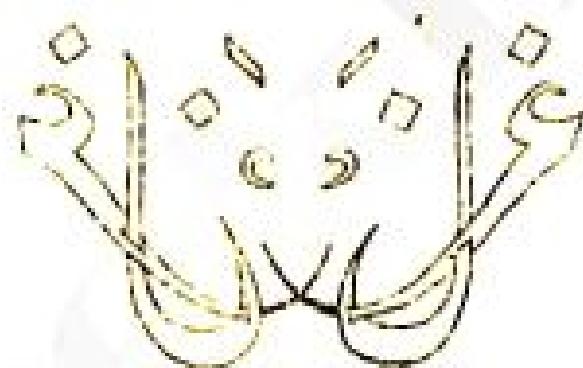
تازہ رہم سماں کے ابھم، ابھے



اپنی ناکردار گئنا، میں جبھی خلٹا ہو جیسے زندگی ایسے گذرتی ہے سزا ہو جیسے
 یہ ستمہ یا ادا نہیں یہ حیات بہ نکھار صحنِ کاشن میں کوئی بچوں کا لامہ ہے جیسے
 اپنے رامن کی ہمدرادی کے گذرا جانی ہے فکرِ وارہ کوئی مونجِ صعب ہو جیسے
 قبولِ پیشہ کرنے پہنچتے دل تھستے ہیں
 اپنی پاس پہنچنے والے اس اتر کی یاد کا چاند
 آئندہ دیکھ کے اتنا ہے وہ خوشخبرت دل دھرمکنے کی ادا بھول گیا ہو جیسے
 جنمگانا ہے پھواں طرح سوا فکر کا نزد یہ ابا الاترے نارض سے تباہ کر جیسے
 اس کے دعے یہ لفڑی کی کمی اس ہی رات بھر چاند مرے غریس ہنا ہو جیسے
 ظفر کرتا ہے زمانہ کریم کیا نامہ ہے اپنے علات پہنسا بھی سزا ہو جیسے
 میرے ارماؤں کا دھلتا ہوا سورج ناظر
 درد کا بوجھ رئے دلب رہا ہوتے جیسے

اقبال شر

نام در خص اقبال عمر بن پیدائش ۱۹۳۵ء کھنبو تعلیم امری محیث۔ تربیت اور
کند کا ثرت والد نعم جناب عمر الفاری سے حاصل ہوا۔ میں نیس ڈیپارٹمنٹ میں
لازم ہیں۔



پاک اب تک جو گریاں نہ ہوا تھا سر ہوا
پار دل کے کونی پر کاں نہ ہوا تھا سر ہوا
کوئی دخدا زن پیاس نہ ہوا تھا سر ہوا
زد بستے رستے تختہ برد و زبردار دل مرن
یا کہوں اے بزر خوں کو کہ جس کے باعث
اس سے پچھے نہ ترمی یاد کے ادل پھائیں
ہے اثر مری ہن آشفتہ سری کا شاید دہ بخے دیکھ کے حیر اس نہ ہوا تھا سر ہوا
ہانے والا یک لفڑی کے درم سے جس کے بچھے بھی جو غم ددر اس نہ ہوا تھا سر ہوا
شکری ان کے ستم کا کہ یو ہی اے اقبال
آن تک مجھ پہ بڑا انساں نہ ہوا تھا سر ہوا

کوثر بھلٹا پرستی

کوثر بھلٹا پرستی پیدا کیا اپنے سوہنے بھلٹا پرستی نہیں درجست
دست بست غریب مال خدا دست بست غریب



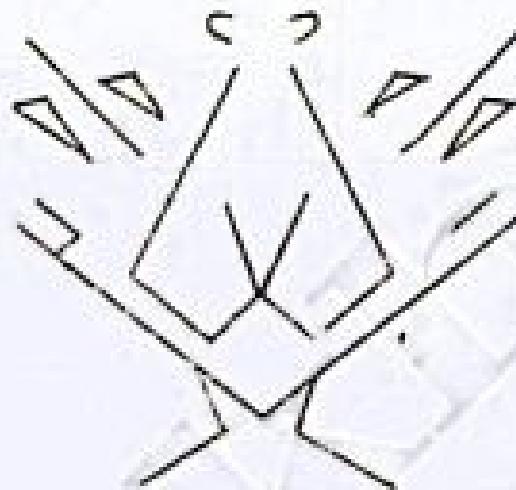
بعد بہ شوق مرا یون مرے کام آیا ہے
آن ددھسن نجم اسپ بام آیا ہے
رنگ لا کر رہی آخیر کو مری تشن لبی
ساقی مرتی نظر ارادہ بدھا ہا ہا ہا ہے
نفر زن تائیوں نہ ہوں مرخان جنم اے صیاد
بسدھت کے بہاراں کا پیا م آیا ہے
کیوں کسی سے کوئی امید و ناکی رکھے
دوست اسی دوسری کوئی مست کو کام آیا ہے
آن پھر گردشہ در بہار کا سہارا پا پر
جو شخص میں تا فر کوثر کا کام آیا ہے

ساغر میمانی

نام۔ صابر علی میمانی تخلص ساغر۔ پیدائش ۱۷۹۴ء تھا تو نبیر کے لئے حضرت
شمس لادھی کی بات سافر کی 2 سال۔ ساغر ما جب حضرت امیر میمانی کے خاندان
ت تملک رکھتے ہیں۔

مصنوٹ سے دل کو جو لوں کو دیتا ہے اپنا پڑا
وہ ہنسے تو کچھ بھی جھی سکرا دیتا ہے اپنا پڑا
حسن کی رسالی کا پیسو بیار دیتا ہے اپنا پڑا
غم کے عالم میں بھی ہمکو سکرا دیتا ہے اپنا پڑا
رائگی ساقی کی نظر درست ہماری جب نہ
دل نہ برشت تھا کوئی دیتا ہے اپنا پڑا
مرا فرد قبضے میں آخیر تو کام آتی گی
شور کفیر حسن عقہ سیدرت کا سعاد دیتا ہے اپنا پڑا
دریکھ کر بے تابی دیدار حسب لود کا دیں
سامنے رُشت سے اٹھیں پر دیا گئی دیتا ہے اپنا پڑا
میکومے تیز لغزشِ مستانہ کی رکھنی بھی بات
جب ملا ساغر بھی بھیں کوئی را دیتا ہے اپنا پڑا
ہو کے غور غصیرت آتی اے سانشہر بھیں
ہستان یاہ پر مر کر جھکا دیتا ہے اپنا پڑا

آخری



گھشن میں خود فضائیں ہیں قائل جگہ جلے
 بد نظریاں ہیں نظم ہیں شامل جگہ بند
 سادہ مزاج بجوسانہ پاؤ گے تم کہیں
 یوں ذوبہت میں گے نہ بسیر دل جگہ جلے
 طوفان ہر طرف ہیں مگر میں ہوں مٹھن
 عالمیں بچھے ہے راحت سے نال جگہ جلے
 اپنی یمنہ بانہ روشن کا مآل ہے
 ملتے ہیں لاکھوں آن مقابیں جگہ جلے
 دینے ہیں بھردو بارہ اسری کی دعوییں
 اترے بھرئے یہ طوق سلاسل جگہ جلے
 اردو کی دلکشی کا بے اے سحریہ ثبوت
 اردو لوازیوں کی ہے مخفیل جگہ جلے

قراءت برلوی

ہم ترا محن فاروقی تخلص قرآن بیدائش ۱۹۳۷ء رائے برلوی تعلیم جی۔ اے
تمہارو تربیت کا شرف اپنے والد سعطم حضرت شاقب رائے برلوی سے حاصل ہوا۔ خلائق مازمت
مکار اندر سڑنی تھیں تھیں



زندگی کے راستے پھر سوچتا کوئی نہیں
ترے غم کے بعد جیسے مرحلہ کوئی نہیں
اپنا اپنا شیشہ دل اپنا اپنا دو قرنے
زندگی کے سیکھے میں پارسا کوئی نہیں
رامگان حبائی میں ترے پیار کی دلدار یاں
کیا مرے احساس غم کی انتہا کوئی نہیں
ہر قدم اپنے دل میں ہنس مجبر یاں
عالم امکان میں درستہ بے دنا کوئی نہیں
زندگی کے سیکھے کا بھی عجوب دستور ہے
دل بزرگوں تو نہ تھے میں اور صد کوئی نہیں
خندہ گل حبائی دامان کا شکوہ ہے تر
لیکن اس انداز غم سے آشنا کوئی نہیں

حیاتِ وارث

نام سیه محمد سراج رسول داری خلص بیان پیش تر و لکھنے نہیں
پائی. مکول نادری اور دو حدت شعیر ۱۴۰۳ میں آنحضرت میران لکھنے کی

فُلَانْ

ہر سو دشیں میں اک بانگو دیکھ دیجے، برسوں
تھر کی خداوں سے ہم آہنے پر تھیں سب برسوں
اللہ خدا رکھنا تھی خداوند، کادا دشمن کا درستیں
شبظاً نہ دیکھ لے جسے بھی شکر دن کھیسا
اسے فرمادا سے بھی ایسا بہانہ نہ ملتے
کہ تم تو تو بھر کر فرمائیں وہ بھایا ہے
کبھی دیدار فی الذرت، کبھی فرمات ڈا ایک
کشش و مکان میرا کچھ فرشت دیا ز، کبھی بھیں
زیست کو مت کی ہم زنگ رہی ہے برسوں

دانش علیگڑا حصہ

نام۔ نور عثمان۔ تخلص۔ دانش۔ پیدائش سے ۲۵ سال مکہہ نہ۔ خلیع علیگڑا حصہ۔ حدت شاعری
پندرہ سال۔ تکمیل۔ منشی احسان رٹلامی۔ تخلیق جویں مہرب کے یہ بساں رٹلام۔ مدھیرہ پر دشرا
میں لازم ہیں۔

حکایات

سونپا تھا ان سے مل کے ذرا سکرا میٹنے یہ کی خبر تھی آئندھی میں آنسو بھرا آئیں گے
تھبہ کسی کی نزد مقصود ہو تو تھا ہر ہم تیرپت آستانے سے آگے نہیں ملے گے
سابل سے بے نیاز ذرا ہر کے دیکھنے تو ذرا تو تھوڑے بھی آپ سے امن بچائیں گے
خاموش کیوں نہ ہے تھبہ دش دش راس جواب دے ایام زندگی ہمیں کب راس آئیں گے
دنیا کے ہر ستم کو جو سمجھے سکون دل
دانش خم زمانہ اسے کیا ستائیں گے

تہم فاروقی

بام، خواجہ عین اپنے فاروقی تخلص نہیں پیدائش ستر ۱۹۲۹ء بروائ شریعت سیا پوریہ انگلستان
عربی زبان فارسی کی تعلیم ایڈ دالہ ملزم بولنا قاری دعائی خواجه نہ سیر اپنے فاروقی سے
خاص کی تکذیب جگر تجویں اور حضرت سراج الحضوری (ابو جوہر)ؓ کے محبر عہدہ تکش شانہ بروپا پاہر

دل و د جسد کے آئینے میں علکیں آئندہ رہا
تیرہ داس منزروں تیس بھی درخشندہ رہا
اوہ ادارہ کی صورت روح گھن پیاسی ری
چھر، خوش برہن کے شبنم کے لئے زندہ رہا
ہائے دہاک مفہیں دبے خانہ بتو خسر بھر
سایہ دیوار اہل زر کا باشندہ رہا
کون ہم سے چھین سکتا ہے محبت کا مزان
پھر دس میں رہ کے بھی یہ نقش تابندہ رہا
زندگی سے یوں تو سمجھوئے کیا سب نے مگر
جس نے چینے کی قسم کھائی دہی زندہ رہا
کامات اڑ رونٹلتے ہے مرا اپنا وجود
روشنی میں بھی مرا سایہ نہ ائندہ رہا
جائے کیا کیا کہہ گیا اس سے مر جن سکوت
دیتک دہ میرے چب رہنے پر شرمندہ رہا
خادی تے تو اور بھی تشنیم سے ا بھے مگر
اک ترا غم تھا جو ہر عالم میں پائندہ رہا

بُشِّر فاروقی

نام بُشِّر الدین احمد بن علی خاص بُشِّر پیغمبر مسیح دو شانزده تیسمیں اے
حدوت تبا عربی کی بادہ سال اندر بُشِّر غذیا پار ہندو ہے میں سائیں کی اپنکے رہے۔

بُشِّر فاروقی

بُشِّر فاروقی کی بڑی اشیائی بھول گئی
تم کہاں آپ کا توڑا ہوا دیے جائیں
پا نہ رکھیں مکا پروازی تھرتے کر
پا نہ رکھیں مکا پروازی تھرتے کر
اپنا اندراز لیم سحرتی بھول گئی
چوڑا کر دوڑخواہ مکا کھنڈی صافی ہیر فرد
مترالکیاں بھبھب اسے نہ بھر دھنستے تھیں
بُشِّر فاروقی کا اوراز کا صایہ اندراز
کا شفیع کیا ہے خود سے بھی نا لاغی ہوتا ہے
کیونکہ نکھر پورا نہ است دیا تھے بھوکھ بُشِّر
خالب و بُشِّر کی اشخاہ سرگی بھول گئی

بہرہا لغزید الشمار کی تکھڑی نہیں ہے۔ سو پیدائش میں ۱۹۲۳ء میں اپنے کٹکٹہ مدینہ شاہی
۱۵ سال رکھنے والے جماں کی فہمیہ اتنی بات نہ اے ترمذ میں بڑی بخوبی ہے۔

لکھنؤل

بر سخت مدینہ کی گئی چھانڈ بولی ہے
اتنی کشش بولدہ سے گھرا لی ہوئی ہے
جور پخت تماشہ تھی تماشہ فیروزی ہے
اب دیدہ مشاہدہ ہے، اور کثرت حسبلوہ
مُحن ہی نہیں بادھ سب اونٹیں پیر آتے
میں دیکھ کے لڑکے آیارہ دیر حرم کو
اویں کو صفتِ مرنی شوریدہ صرفی پر
ہر غنچہ لوز سستہ کا دامن ہے دریدہ
تو اب شبِ ہجراء کی یہ تشریع ہے ہمیں
شاید کہ گلستان میں بھارائی ہوئی ہے
اک زان مسلسل ہے کہ ہر انہیں ہوئی ہے

اتبال نیم

نام۔ اقبال خی تخلص نیم۔ پیدائش سن ۱۹۰۶ء۔ اپارہ خلیج بحر احمر۔ قلمبندی کام
لیل، ایں، بی۔ درست شاعری ۱۵ سال۔ مشغل دکاںت۔



نہ پڑھنا تھا تو کے مارے ہوئے تو ہیں
زندہ دل کے لفڑیں ابھی ہوئے ہوئے تو ہیں
دوہ بام میلانے تھے تو جو تھے تھے با تھے
دیکھوں تو تھی دو رہنے سا تھے جا ٹھکے
سیرازہ حیات پر لیشاں کو دو نہ ملا
دہ رات تھیں تو ہاصل عمر رداں کیسیں
دہ رات ہم نہیں کہاں ہوئے ہوئے تو ہیں

غلام رضوی گردش

نام سید غلام رضوی تخلص گردش نام سید ارشاد جوئی متولد ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء اے (انگریزی)
دلت شاعر کی پندرہ سال دوستی بچے اخاطرات اور راه ابد شایعہ ہر بچے ہیں۔



کچھ اس نظر سے یاد تری دیں لیں لیں گئی
دشت کی دھوپ پھیلی تنا جلس گئی
چڑھائے کوئی کرش خیا لوٹے دیں میں
جوار کی گھر پیوس کی جوانی ترس گئی
جو دل و فاشوار تھار دنیا میں توں ہوا
کچھ مر بچبے ہی تافلہ غم کے ساتھ تھے
کسی خود سی کہاں کاغدا جانے دیکھئے
گردشیں کو شہر دل کی خوشی ہی دس گئی

سید اختر

نام سید اختر نہیں کہ اس کو میں مستحق نہیں تھیم اختر بیٹا
درست ترا غریب یعنی دسالی عمر تھی تیر مکھنواری آں اندر یا ہندی اور دو سلسلہ کے پروگرام

لیکن اختر بڑا



صلی اللہ علیہ وسلم و علیہ السلام و علیہ الرحمۃ الرحیمة
عمر اختر بڑا اختر درست مصطفیٰ کے ساتھ
پڑھتے کہ سید اختر بناں کے نام سید اختر
شوہزادہ مسلمت اور خیر بناں کے نام
کتنے کم تر خلائق جبکہ جنہیں کتنے کم تر
پھر مردی برابری، عدالت۔
ہم سے بچھے سحر نو کی حقیقت کون
خنداد زدن موت کو درکھا جو مردار اختر
اہل دل بڑھ کے پکارے کو سماں کی بچنیات

نَاشَادِ اُمْرَتَرَسِی

نَاشَادِ اُمْرَتَرَسِی تَلْفِیز نَاشَادِ اُمْرَتَرَسِی پَرِیدَارِ اُمْرَتَرَسِی ۱۹۲۷ءِ اُمْرَتَرَسِی گَرِبَوِیتَرَسِی
تَلْفِیزِ مَسَاجِدِ بَلَادِیٰ مَدِیتِ شَاعِرِ عَزِیزِ بَارِہِ سَالِ اِیفِ سَیِّدِ آنِ شَاعِرِ بَنَابِی

شِعْر

ڈُونْڈُنْڈُتھے ہے را جھٹ دل ایک پیانے کیا تو گ
غم سے گھبرا کر چڑھے آئے ہیں نہایت ہیں لوگ
اُن قدر رکھوئے ہوئے نہیں میرے افسانے ہیں لوگ
ستے سنتے آئیے لکھن سے ویرانے میں لوگ
دل کے آنے پر کسی کا زور حپل سکتا نہیں
کیوں پر نشاں کو رہے میں تجھ کو کہا میں لوگ
بدگاں پہنچے مجھے کرنے کی کوئی کشش کی مگر
رات رن نہ فڑھے اب انکو خبر نہیں تھیں لوگ
ہر طرف میر کی بی بائیں اور صیرا مذکرو
بھر رہے ہیں رنگ کیا کیا میر، افسانے ہیں لوگ
اب منیبیت میں کوئی ناشق دساختی ہی نہیں
کس قدر جیسا رہیں پہلو بچا جانے میں لوگ

ساحلِ رَّعْلَمِي

نام۔ ڈاہریں۔ تخلص رَّعْلَمِی۔ پیدائش۔ امری سال ۱۹۳۶ء۔ مکشن آباد (حبا درہ)۔ عالمی ادیب، ادیب ماہر۔ تلمذ احسان رَّعْلَمِی۔ مدت شاعری تقریباً ۸ سال۔ ایک کنز و میر اسٹور میں نجیگے عہدے پر فائز ہیں۔



یہ نوانا کبھی بیمار بھی ہو سکتا ہے
دل مرادت کی رفتار بھی ہو سکتا ہے
پروہ کرنا ترا بے کار بھی ہو سکتا ہے
غش صادق بھر تو دیار بھی ہو سکتا ہے
حرف تقدیر پہ الزام تباہی کیوں ہے
دوست کی شکل میں خادر بھی ہو سکتا ہے
انت بخوبی مختن میں ہے شکار ترقیہ
کل بیہی مسندی فنکار بھی ہو سکتا ہے
صرف زاہد تری میراث نہیں خلد پریس
کسی تنہائی کسی بزم پہ موقوف نہیں
زندگی ناکر رہنے والے یہ ضروری تو نہیں
دل میں انسان کے پیدا ہوا گر غزم خلیل
کوئی ناہ کبھی بے کار بھی ہو سکتا ہے
بین آتشکدہ گلزار اہ بھی ہو سکتا ہے
سر ہلانا نہیں اتسہار و فنا سے ساحل
اکی انداز سے انکار بھی ہو سکتا ہے

خَبْرُ السَّعِيدِ سَعِيدِ رَثَامِي

نام۔ عرب، اسید، تخلص، سعید۔ سن پیدائش ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء۔ تعلیم، اریب
ادیب، اپر (عاصمہ ارد و علی گڑھ) بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ تکمذجباً احراق، عالمی
میونسپل بورڈ، رٹلام میں کھڑک۔

حُكْمُ الْحَالِهِ

کہتے ہیں دیوانے مجھکر لئے ہیں دیوانے لوگ
کوئی نہیں غیر نہیں صبہ بیانے پہچانے لوگ
خواہ کو بیاننا لوگوں نے میں بھی بیچانے لوگ
گوشنے دوڑاں تیرے کرم کے تیرگی افایت کے عمدے
ابی خرد کیوں جیپے پڑے ہیں آج ہمارے کیا منی
صرف یہی موظوں عائنے ہے حسن تکلیماً عشر مرزا
کیا کیا ان آنکھوں نے دیکھا داہد در تہجیری
لئے بے گھر پار ہرے ہیں اپنے اور ٹکانے لوگ
دل بیر دفتر عشق میں طار کی ایسا بھرا دل المذا تاہے
نغمیں ساکت ہو جاتی ہیں لئے ہیں گھبرا لوگ
آہ کی نہیں انیام محبت سے نادائقت ایک سعید
لئے ہی دنیا میں ہوں گے تم جیسے انجانے لوگ

شادی کے باعث یاد

نام۔ شہزادہ بانی خلصیل یاد بن پیدائش ستمبر ۱۹۷۳ء گواہی نام۔ نیز کے
اویس کا محل۔ درست شاہزادی ۸ سال۔



جب بھڑکا ہر بے آنسو پیتے ہیں اور غیر ادا من جلتا ہے
دیکھ کے اپنا حسن لگاتا ہر اہل کوشش جلتا ہے
راز نہ پڑ پھونز مستقبل کا شہر و سخون کی اسی محفل سکھا
جھا جبیٹن فتحتے میں پڑھا ہر بے دور تر اغذیہ جلتا ہے
فتحمل پہاراں آپا سختے کم نہ ہذا غم اہل چھسن کا
شبیم کے آنسو پیتے ہیں لگلے کا پسیسرابن جلتا ہے
جلنے کو تو سب جلتے ہیں اُنگ جبرا ہے اپنی اپنی
ہم جلتے ہیں کم جلتے ہر اک اک دا اہل بین جلدتا ہے
کوئی نہیں خوار جھساد میں یاد ہماری تنه سائی کا
اپنے ہی آنسو بنتے ہیں اپنا ہی رامن جلتا ہے

چند راجھوں

نام۔ کاری چند راجھوں کیوں۔ جیسا اُنہوں نے ۱۷۳۴ء کا خیز۔ تعلیم اُنہوں کیوں اور
چند روز کا کام سے متعلقی کی تو رکاوے۔ موت خاکر دیا ہوا۔ مالی مشورہ کیوں تھرست رکا
کھنڈوں کی۔ تو پیر بیدا۔ مسکونی۔ ملکہ۔ نامہ۔ ہبہ۔



عاشق دوستیں جو خلیل کے
انہیں کے لئے پاپوں کی فتن
جہاں بنائیں جو بھرپوری کے
نہ کیا تھا ذکر ہو مگر کندا فنا کا
آخر بدر کیوں نہیں۔ اور فتنے کے
نکر پھول کے دار ان پر شفیع
خواہ کریں شفیع ملیں۔

اظہرِ تکھنیوگی

تاجر. انر گلی بخشش انہبسر. سیب اش سو ۱۹۲۴ء لکھو۔ تعلیم فارسی، اردو
لکھو۔ حضرت احمد دہن فی ترجمہ دست شاعری ۵: صالی۔ شغل محرری۔



جلوے ہوا کے دش بے دل گھٹا کے دیکھ
کھول شان حسن اب بخاتمیں عا کے دیکھ
اظہر کو اپنے حسن کا منظر سننا کے دیکھ
خسرو ریچ قبیلے تکمیلی دد دیں
کیا جانے کس تعداد میں سمت پر کم اٹھے
ذر دوست بھوٹ نکلے اسی افتادی ختنی
صدر شاک زندگی نہ اسے خوارش کا گینہ
اظہر اس آئینہ میں ذرا مسکرا کے دیکھ

فالق جعفری

نام۔ سید فالق جعفری تخلیش ناؤں سن ولادت ۲۸ اگست ۱۹۳۲ء۔ ہر دوئی تعلیم۔ ایف۔ بی۔ ایس۔ ایڈین میڈیسین بورڈ لائسنس۔ بدست اشعاری دشیں سال تکمیل۔ قمر خیبر شغل تحریل غنم۔

غم

بے آتنا بے سہارے زندگی
کیا گذاریں غم کے مارے زندگی
شورشیں طوفاں سے ٹکرائیں
آپنے آخر کنارے زندگی
کوئی منزول آشنا بھی تو نہیں
راہیں کس کو پکارے زندگی
حسن کی منزول کو ہم سمجھے تھے کھیل
حیثیت بانے پر بھی با راست زندگی
عشق آس ہو کے مشکل اس سات کیا
بارغم نہیں ایسا راست زندگی
آسان غم سے آنکھوں کے لئے
لے کے آئی کچھ ستارے زندگی
تم نے فالق سے نظر پیری تو ہے
کیسے گزرے بے تہارے زندگی

قیصر وارث

نام و صورت بخوبی دارد ای کلکس نویسنده، پیدائش ۲۳ مئی ۱۸۷۰ء، تعلیم، فرمان، فارسی
او در این اختر نیز بخوبی دارد ای دستور خوش ۵۰ میلی متر، پیشنهاد و تشریف.

مشیر

بخوبی سبب یکیت سے قریب نام کے ساتھ
روشنیں گردش ایم، سبب حب پر کساخت
کرنے کیسے وابسته قریب نام کے صاحب
پسند آجائی سبب کا نو تاثر ایک ایام کے ساتھ
پیش و پیش بیس کا نتیجہ بخوبی جایز گئے
اک اختر ایسی بخوبی ایک ایام کے ساتھ
دیکھنے نہ ہی بخوبی کام تو سبب نصیب
بھی کیم کہے کو نسبت سے قریب نام کے ساتھ
نہ خواہ کو تو شکارہ بخوبی بخوبی ساتھ
بیو تسلیت سے کو دل توڑ کی جام کے ساتھ
آن سبب باہب وہ نہیں کا انداز سستہ
بخوبی کو اختر سے اکھیا یا بخوبی تو ایام کے ساتھ
رفعت خوش بخوبی کی قدر ایم ای قیصر
پیش رال بخوبی گردش ایام کے ساتھ

سماجید حسن درستی

لارم جوہر طاری مجدد نعمتی تھا صاحب سماجید حسن پیدائش ۱۹۲۵ء کا تھا۔ قید اور روانا فارسی
درست، تراویح نہیں سائے نہیں بروائفضل آنسوں بلکہ عقیلی
اویس زادہ درست، متفقہ اور حرام، رجسٹریشن ایالعمر دیجوا اپریل ۱۹۷۰ء اور ولادت گوشہ زدہ
بیٹھ گئے۔ وہ ایک ایسا بیٹھ تھا جو اپنے عوام کے مرتبہ اور صہبیات کے خرچ میں مصروف تھا، میں۔

حکیم

جتنے کچھ ایسا کہ تو اس سب کم ہیں
کہ نہیں دیتے تو اس کی قیمت نہیں
کیونچی ہو تو اس کی اسرار نہیں اُنہوں
بچوں کی دلیل ہے اس دلیل کی وجہ کوئی
پھر اے کیلئے تھے جس نے وہ بخشائے
الله اللہ بھی کوئی تم نہیں جس کم ہیں
موت کا انتظار کوئی کوئی سماجید
جاں لئے کو درست کیا کم ہیں

تہم فرشتی

نام و بدر الیوم تخلص تہم تیزہ امری بھیٹ دلپو ماں سینگھ الجیزگ تخت جاپ ساکھ
آردی گڑگاہ جاپ حبیب آرڈی دعا حب دنیا سیت را در کسلا میں کفر بکھر جائے۔

عمل

دفا کا پنج تقا نسائے جنا پچھا اور کھتی ہے
مرے ساز مجست کی سدا پچھا اور کھتی ہے
خوشی سے یہ فنا ہر ہے کہ ہی پچھکش میں وہ
تقا فرا شرق کا پچھا سب سیا پچھا اور کھتی ہے
اوہ نظر ملکیں تو بہ کر ہے ہیں حشرت دل اخون
اوہ رچپنیں ہن کان گھنما پچھا اور کھتی ہے
نکتہ پر ماہ نو کما بانیں پن پچھا اور کھتی ہے
تم اپنے زمئے جانال کی ادا پچھا اور کھتی ہے
جذاب شستہ اپنے منحٹے خود پچھا اور کھتی ہے میں
ذیان خلق ان کو بر ملا کچھ اور کھتی ہے
سیما کو ادھرا بی سیما لی کا دعوی ہے
ادھر آئی ہوئی سر پر قضا کچھ اور کھتی ہے
تم ایسے زعم میں کرتے ہو دعوی مارسائی کا
تمہیں قیوم یہ خلق خدا کچھ اور کھتی ہے

ظہیر سیہاروی

نام محمد ظہیر تھاں نلہیز پیدا شد کم جزوی سال ۱۹۲۷ء بسیار مدد ناہیاہ (بہار)
تعلیم آئی۔ اے بحکمت یونیورسٹی مدت شاعری بیس سال تک تلمذ پڑھ فیر حسن احمد حنفی
بسیاری دامت بندستان اسیل رار اسیلا میں قیام ہے۔

حکیم کمال

ترانہ بہت دشوار کیوں ہے تم نہیں سمجھے
یہ دنائل نہیں دیوار کیوں ہے تم نہیں سمجھے
یہ رائے زندگی دعوت آخر کیوں ہے تم نہیں کھلتا
پیر عقدہ اس تدریج شہاد کیوں ہے تم نہیں سمجھے
بتا اے ماغبار تیرے مزانہ نرم دنائزک پیر
نکوں کی سکر ہٹ بار کیوں ہے تم نہیں سمجھے
رگب جاں سے بھی جب نزدیک ترہے ترا کاڑانہ
لو دنیا طالب دیدار کیوں ہے تم نہیں سمجھے
گھٹان سخن میں اے ظہیرا پنی غمز لخوان
مزاج دوستاں پر بار کیوں ہے تم نہیں سمجھے

گھائل نشری

نام۔ اقبال احمد۔ مدرس تھا۔ پیدائش سن ۱۸۷۷ء۔ انگریز خلیج یونان کا گدھ
تھا۔ اردو اور انگریزی تعلیم، ترقہ فرنگی۔ مدتد شاعری ٹیکارہ سال۔ بھارت کے سلطنت
میں واجہ گیا۔ انگریز اور ایرانی سلطنت میں منتقل صورت تھے۔

مکالمہ

کی خبر تھی ترکی الشستہ یاں بھگو، پردازی ہے
ایک دنیا بچھے کہنی ہے کہ سورداٹی ہے
آپ کی یاد سے میرے ہمراہ شب تہمال ہے
زندگی درد میں ڈو بی، ہولی شہنسالی ہے
ہے، ایں، آپ بخرا جب مائیں تو روشنی آجائے
سوئی سوئی سی مرے شوق کی الگناٹی ہے
پتے پتے پہ مسلط میں خسراں کے ساتے
آپ آئے ہیں تو لگشیں میں بہارآلی ہے
جان جاڑی یاد ترکی ان دلنوں گھاٹل کے لئے
جھونکا سادن کا نہیں جھٹکی پرداٹی ہے

سَأَگْ مُحَمَّدِي

نام۔ عبید، الحید، تخلص۔ سَأَگْ۔ پیدائش ۲۷ فروری ۱۹۰۶ء رنگون۔ تعلیم۔ نافل دنیا اہر العلوم
مدت شاگری بارہ سال۔ شغل درس دینیات۔

خُشْبُقْ

یکھاں لگتاں کو بے خبر کیا اہل زندان کرتے ہیں
جب بیا جن کی آنی ہے جنم پاک گردیاں کرتے ہیں
اس درجہ جوں میں اسے ہمدرد سب چاک گریاں کرتے ہیں
تو ہمیں کے مشید ان خریب لگتاں کرتے ہیں
ساحل کے طیں کیا ہے خرازند ہمی کے جھکوڑ کیسے ہیں
منہدوں اپنے بینہ زانے کی اندازہ ٹلواناں کرتے ہیں
انداز تنافل کبھی سمجھا کردار حفظ کارانہ سمجھی
بیمار کا دل کھل اٹھتا ہے جب آپ سمجھی ہاں کرتے ہیں
ضد رات خود اپنے سبھ کو بڑھتے ہیں دیوانے آگے
جب در خزاں کوآتا ہے یہ جشن بہاراں کرتے ہیں
صباۓ وفا کے متواں اخلاص و محبت کے پیغمبر
ہرگرام پاپنی نزل کے اکشتہ خروزان کرتے ہیں
تم نجع دنیا کے پروردہ پر نظارہ حباناں کرتے ہیں

سید نایاب

نام، سید احمد تکلیف، نایاب، پیدائش ۱۹۳۴ء مکھنٹو تکمذشش کھنڈی رحمت
ادراسکم کھنڈنی، درت شاعری ۱۲ سال، شغل تجارت۔



جب تک نہ ختم یافت انجان رہتے ہیں ہم تو شپ زوراں رہتے ہیں
بر سوں بیرونیا ہے دن ختم جانا مانند گزیں ہم سوں ختم دو راں مرے مہمان رہتے ہیں
دھنگ بیکارتے ہیں، حیثیت سے جو دامن دیوانے کی با توں کا بُرا مان رہتے ہیں
آبائے خود پر کا قدر دب بدل کر ہم اسے ختم جاناں کئے پہیاں رہتے ہیں
تارا جن لکھن کھلتے ادا مام نہیں ہے جو توگ لگتاں کے لکھیاں رہتے ہیں
ختم اپنی تباہی کا ایک حوالہ نہیں اک خود اپنی جگہ بہتریاں پیشیاں رہتے ہیں
ما جعل کا سلوں ان کے مختار میں نہیں ہے
نایاب جو طوفانی سے بریشان رہتے ہیں

رشید الفارسی

نام۔ عبد الرشید تخلص رشید۔ پیدائش جلالی شمسیہ مرائے میرا نظم کردہ تعلیم غربیں اور درویشیں
(درسر اصلاح) مدت شاہری بارہ سال۔ تلمذ حضرت عارف عباسی۔

حُسْنَلٰ

مرد رزافت کے دامن میں پھوڑا یا ہوں
خراب نامب کو سادن میں پھوڑا یا ہوں
دہ چاندنی کر جسے عشرت حسیات کہیں
دہ چاندنی قریبے، بیگن میں پھوڑا یا ہوں
ہن ہونی تھیں جو نر کر ہر ایں محفل کی
وہ جنتیں تری حسپل زن میں پھوڑا یا ہوں
یہ اور باستہ ہے وہ خروز زبان سے پھوڑا ہیں
مکھا تھیں بھی میرا بھن میں پھوڑا یا ہوں
اسے بنا دا بڑھوڑی سو نیپ کرائے درست
تکہ اک خوش دل رہن میں پھوڑا یا ہوں
نامِ شیخیت دل کا بُتات روکھا رہنے
اک آئینہ ترے دامن میں پھوڑا یا ہوں
رشید عزیز نہ منا کے مشتبہی شیعہ
کسی حسینت کے دامن میں پھوڑا یا ہوں

بیاز گن امرد بھوی

نہ فیر سخن خال نکھس۔ بیاز کی پیدائش ۲۳ آگسٹ ۱۷۳۶ء میں احمد بہ نسل مزاد آئی۔
تین ہزار نجیب تر ادب کا طور پر سمجھا گیا۔ شمارہ احمد بیوی جس ایکسر بھی دنیا میں اصل کیا۔
تمدن بہبیب اور حسن گھوڑی دست می خورد گیا۔ حس سالیں بڑا ہوا۔ بیانات میں اپنے ایک ہر یاری۔

حکیم

کہاں کی بیز گئی نادان نے لا کر کہاں رکھدی کی
شروع نہ تیر ہوا تھا تھویر بہتاں رکھدی
دھاٹ کر کیا۔ ہیں جنت سندھیں پر کی دامستان رکھدی
سم جیاد۔ مرنی آہ و فناں نہ شکر
قفسیں کے قلائیں نے بیز گئی آشیاں رکھدی
پس سخنانہ جب پیسے شکستہ جب اہم مانی نے
اظراعیہ جہساں اقتدرے دشمنی نے بال رکھدی
نیازیں سونے خمبوں میں دل نہ کار فرمائے
کسی نے بیسے چنگوار کی خود ان آشیاں رکھدی

شکر خلص

نام شاکرا حمد خلص شاگرد پیغمبر ارشد مسیح امیر ائمہ غفاری
درت شاعری. بارہ سال.

تھہرل

کس نہ رکول جسدا آپ کا دلیوانہ بنے
کیا بنے بات تو سریات کا افسانہ بنے
کس سے جنم جسم خوابیت کی تو قدم رکھنے
اور کرن اپناستہ جب آپہ بھی پیغما نسبت
دل پر خواں تو صدست تو پکڑ دو دل خواں
یہی شیشہ کی ساختہ بھی پیسا نہ بنے
دیکھ کی سیقتے ہیں بھیا نہ داں لے اس کو
جھاٹتے دھشت بنے جھاٹتے مرد پرداز نہ بنے
قطرہ اشک دا نہ سا بھیج دوں تختہ مشاید
ان کے انداز تھا فیل کا پہ نہیا نہ بنے
پھر بھی جس ان کے ستم کا نہ ادا ہو شاید
میرا برس بھر اگر سمجھو تو سترگرانہ سب می

سحر بیتا بیوری

نام۔ عبدالستار تھا مدرس سحر پیدائش سٹاف، سیتا بیور۔ تعلیم انگریزیت
مدت شاہری دس سال۔ شغل روپیوں مکینکے۔



آذق کاشہ، ہر ستم کوئن آج بھی) ہے
زندگی خوبی دار درسن آج بھی ہے
تم بزرگ جا رئے پھر رشک ارم ہو جائے
آرزوں سے تو زل رشک حمپ آن بھی ہو
ساغر دبام چو بدے بھی تو کیا فرق برا
ہر سڑھا میں ٹھب سے کوئن آج بھی ہے
یہ الگ، اسے ہے دشوار ہے جینا اپنا
درندل میں مرے جیتنے کی لگن آج بھی ہو
آرزوں کا لہر آج بھی ارزاس ہے سحر
دل ناکام امیدوں کا دلمن آج بھی ہے

کیف لکھنؤی

نام۔ مسدر احوالات۔ تخلص۔ کیف۔ منہ پیدائش سے ۱۹۲۵ء تکھنؤ۔ تلفظ فرت
سرائے تکھنؤ ہی۔

معزٰلہ کوئی کالا

نہ شہزادی کا ترجمہ مری غزلوں کی نہو۔ تیری مانزوں کی بہک۔ تیری لڑکا جادو
ہونہ ہے آپ نے بچھرے بی بی اپنے سیرو۔ گردش و قن کی ہجودیں جو فنا بے خوبی
کہدیں۔ ہم است کر بے اشک بہانے بے فضول۔ دامن گل کوئہ بار آئیگی یہ سفی رہ نہو
اے خمر دست ایقی داناظ دیا تھی تو میں۔ پکھ تو رہنے دے مرے دل میں جتنا کا ہو
تیری مانزوں کی بہک نہیں امانت دکھوں۔ بوسے ٹھیک ہی طریقہ اور رچھرے کیوں خوبی
آپ کو با کے سرست تو ہوئی ہے لسیکن۔ نکرا یام نے بھروسے اپنے گیسا
کوئی بھا نہیں۔ خدا ہم ھدیتے، خبم دل۔ دامن دقتا بے پہ کا کئے نہرے انسو
کا دراس زیست کیا اے کیفیت بے دل بخوبیام
بیسے پستا ہے کسی شرمن تسلیم کا جادو

اعباز لکھنؤی

نام۔ انجمن امتحان جلسہ انجمن۔ پیدائشیں اگست ۱۹۵۲ء لکھنؤی تعلیم بال اسکول
لکھنؤی تربیت، اپنے والدہ مہمند خاتون سر امیر لکھنؤی نے اس محل کی تکمیل کر دی تھیں ملزم تھیں۔

شہزادہ

دُرْزیِ نَمَوْسِیں رہتے	شَعْرُ الْفَتَن فِي شَرْزَارِ رہتے
شل پکھ پکھ۔ ورنگی خندان رہتے	حَبَّاً كَرْ تَهْبَدَلْهَ بَلْهَ اِنْجَلْ
تیر کی خواہ رہیں تھے ملکا	لَوْنَ تَوْ هَمْ مَلَكَنْ تَهْ مَلَکَاً
میں عجب حسن کی تائشیں	أَفْسَنْهَ كَيْوَنْ نَهْ حَسِنَهَ لَهَارَتَتْ
مشل انسان جوانہ اس ا رہتے	مَثَلَ النَّاسِ جَوْانِهَ اَسَ رَهَتَتْ
چند دن کی نوشنا کریں	عَمَرْ بَحْسُورْ ہم پریشان رہتے
اشک غم میں ترا خور رہتے	يَا ابْدِيْهَ حَبَرْ اغْنَاءَ رَهَتَتْ
کھلا کر مزاں کے اعباز کا	
غم میں بھی ہم غزل خواہ رہتے	

امتد شیرخی

نام۔ محمد احمد تھکر۔ امتد شیرخی پیدائش ۱۹۲۳ء میں ہے۔ نسیم اندر سبب
تک جستیں نہ رکھی۔



جب دلت بدلتا ہے اثر بھی دلتا ہے پرانوں سے اُسیں اور سحر بھی
انکوں سے نہیں بچت کا اثر بھی دلکھانہ کیا ان سے مرا دیدہ تو بھی
تو غم کے انہیں دل سے نہ سحر اداں ہوں آئی ہے اگر رات تو ہول ہے سحر بھی
پس ہلا کرنا دو گھنٹے پس ہوں لیکن ہے دل کو سارے ساختہ ہی خریا دیکھا دے کیا
دینہ شکر کے بزرگ بات محبت کی عادہ گھنٹا ہے خدا نے مجھے معیار نظر جسی
وہ دنہ بھلی پر سیش احوال کو دینا جس وقت مجھے رونہ ملکی اپنی خبر بھی
اُس دل کی صرورت ہے رہ گشتیں احمد
آشقة طبعیت بھی ہڑا درخواک لبر بھی

سلطان عباسی

نام۔ محمد سلطان تخلص سلطان۔ سنه پیروائش مکتوب ۱۶۴۰ھی بھولی بارہ بنسک۔
تعلیم ادب کامل۔ دبیر کامل۔ سلسلہ بی اے آئندہ۔ دست شاہزادی دس سال
تلذذ حباب حالم سب زور می۔

مکمل

در در کم ہو گیا سر اند ہوا شرگزدہ می کر جسادنا نہ ہوا
 آرزوں میں محبل گویا دل میں ذکر نہیں تھا جب ترا نہ ہوا
 دل بی رہ کیا بود دل بی رہ ہو زخم کی کیا جو ارد اسے ہتا
 اس نجت سے نا اسی دنیا میں کوہی تک محب و مدنیا نہ ہوا
 سوت نے آکے رہسانی زندگی سے تو حق ادا نہ ہوا
 بیٹ اس دوستوں کی دنیا میں کوئی بھی درد آسنا نہ ہوا
 منصارت کے خدا تھوڑا میان
 دل سے سمجھدا کوئی ادا نہ ہوا